اے ایمان والوں اپنے آپ کو اور اپنے اہل وعیال کو دوزخ کی آگ سے بچاؤ (القرآن)

تربیت اولاد



بچوں کی پرورش اور تعلیم و تربیت کے
موضوع پر نہایت اہم اور ماں باپ
کیلئے قابل مطالعہ کتاب

مولف
حضرت مولانا محمد اشرف علی تھانویؒ

ناشر:
مکتبہ فیض القرآن صدف پلازہ اُردو بازار محلہ جنگی پشاور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تربیت اولاد

از

حضرت مولانا محمد اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ

مکتبہ فیض القرآن صدف پلازہ اردو بازار محلہ جنگی پشاور

نام کتاب: تربیت اولاد

از: مولانا محمد اشرف علی تھانویؒ

باہتمام: مکتبہ فیض القرآن محلہ جنگی پشاور

اشاعت: دسمبر 2005ء

قیمت: -----

کمپوزنگ: رحمٰن پرنٹنگ زون ۲۵ ندیم ٹریڈ سنٹر پشاور

فہرست مضامین

باب چہارم

باب پنجم

باب ششم

باب ہفتم

پیش لفظ

اولاد کے سلسلہ میں اس وقت ساری دنیا پریشان نظر آتی ہے۔ جو صاحب اولاد ہیں وہ بھی پریشان ہیں۔ اس وجہ سے کہ اولاد ناکارہ، آوارہ، بد اخلاق اور نافرمان ہے اور اولاد سے محروم مرد و عورت کو دیکھو تو وہ بھی رنجیدہ اور پریشان نظر آتے ہیں کہ ان کی اولاد کیوں نہیں ہوتی؟ بچے ضائع ہو جاتے ہیں یا پھر اسی میں کڑھتے نظر آتے ہیں کہ لڑکیاں ہی لڑکیاں کیوں ہوتی ہیں اور محض لڑکی ہونے کی وجہ سے بیچاری عورت پر طرح طرح کے ظلم ڈھائے جاتے ہیں اور طلاق کی نوبت آتی ہے۔

غیروں کو جانے دیجئے لیکن ایک کلمہ گو انسان کو تو اس کے شیطانی خیالات اور برائیوں سے احتراز کرنا چاہئیے۔ اس کو تو اللہ کی تقدیر اور شرعی احکام پر راضی اور قانع ہونا چاہئیے۔ جس طرح اولاد کا ہونا نعمت ہے نہ ہونا بھی نعمت ہے۔ جس طرح لڑکا ہونے میں بڑی حکمتیں و فوائد ہیں اسی طرح لڑکیاں ہونے میں بھی بے شمار مصلحتیں ہیں۔ یہ خدا ہی بہتر جانتا ہے کہ کس ماں باپ کیلئے لڑکا ہونا بہتر ہے اور کس کیلئے لڑکی ہونا مناسب ہے۔ اس کی حکمتوں کی تہہ تک کون پہنچ سکتا ہے۔

یهب لمن یشاء اناثا ویهب لمن یشاء الذکورُ (الایة)

ترجمہ: وہ جو چاہے پیدا کرتا ہے جس کو چاہے بیٹیاں عطا فرماتا ہے اور جس کو چاہتا ہے بیٹے عطا فرماتا ہے اور جس کو چاہے بے اولاد رکھتا ہے۔

بندے کا کام تو اللہ کے فیصلہ پر راضی رہنا ہے۔ اس کو تو شرعی احکام کے

سامنے سر جھکانے میں ہی سلامتی ہے۔

آج ماں باپ کو اولاد کے ناکارہ اور نافرمان ہونے کی شکایت رہتی ہے لیکن اولاد کی روحانی و جسمانی علمی و عملی تربیت میں ان کی طرف سے کیا کوتاہیاں ہوتی ہیں اور ان کے حقوق سے کس طرح غفلت برتی جاتی ہے اس کی طرف توجہ بھی نہیں ہوتی بلکہ اکثر ماں باپ کو اس کا علم بھی نہیں ہوتا کہ اولاد کے حقوق ہم پر کیا کیا ہیں۔ اس کے نتیجے میں اولاد ناکارہ اور وبال جان ہوتی ہے جس سے حضور ﷺ نے بھی پناہ مانگی ہے۔

اللھم انی اعوذ بک من ولد یکون علیٰ و بالا

(اے اللہ میں ایسی اولاد سے پناہ مانگتا ہوں کو وبال جان ہو)۔

زیر نظر کتاب حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ کے افادات کا مرتب کردہ مجموعہ ہے جس میں عقل و نقل اور تجربہ کی روشنی میں اولاد کے ہونے نہ ہونے یا ہو کر مر جانے اور حالت حمل میں اور پیدائش سے لے کر زمانہ بلوغ تک روحانی و جسمانی تعلیم و تربیت کے اسلامی طریقے اور شرعی احکام بتلائے گئے ہیں۔ پیدائش کے بعد پیش آنے والے معاملات، عقیقہ، ختنہ وغیرہ امور تفصیل کے ساتھ ذکر کئے گئے ہیں۔ مرد و عورت کیلئے ماں باپ بننے سے پہلے اور اس کے بعد اس کا مطالعہ اولاد کی صحیح رہنمائی کیلئے ان شاء اللہ مفید ہوگا۔ اس کے مطابق عمل کرنے سے اولاد نہ صرف دنیا میں آنکھوں کی ٹھنڈک ہوگی بلکہ ذخیرہ آخرت بھی ثابت ہوگی انشاء اللہ۔

اللہ پاک زائد سے زائد مسلمانوں کو اس سے استفادہ کی توفیق نصیب فرمائے۔

محمد زید

باب نمبر ۱

اولاد کی اہمیت اور اس کے فضائل

حضرت معقل بن یسار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ایسی عورت سے نکاح کرو جو محبت کرنے والی ہو اور بچے جننے والی ہو، کیونکہ میں تمہاری زیادتی سے دوسری امتوں پر فخر کروں گا کہ میری امت اتنی زیادہ ہے۔ (ابوداؤد ونسائی)

فائدہ: اولاد کا ہونا بھی کتنا بڑا فائدہ ہے۔ زندگی میں بھی کہ وہ سب سے بڑھ کر اپنے خدمت گزار اور مددگار اور فرمانبردار اور خیر خواہ ہوتے ہیں اور مرنے کے بعد اس کیلئے دعا (اور ایصال ثواب) بھی کرتے ہیں اور اگر آگے نسل چلی تو اس کے دینی راستہ پر چلنے والے مدتوں تک رہتے ہیں (اور مرنے کے بعد بھی برابر اس کو ثواب ملتا رہتا ہے) اور قیامت میں بھی (بڑا فائدہ) اسی طرح جو بچے بچپن میں مر گئے وہ اس کو بخشوائیں گے اور جو بالغ ہو کر نیک ہوئے وہ بھی (اپنے والدین کیلئے) سفارش کریں گے۔

اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ مسلمان کی تعداد بڑھتی ہے جس سے دنیا میں بھی قوت بڑھتی ہے اور قیامت میں ہمارے پیغمبر ﷺ خوش ہو کر فخر فرمائیں گے۔

(حیوٰۃ المسلمین)۔

حضور ﷺ کی اولاد سے محبت

حق تعالیٰ نے اولاد کی محبت والدین کے دل میں پیدا کی ہے اور یہ ایسی محبت ہے جو مقدس ذاتیں حق تعالیٰ ہی کی محبت کیلئے مخصوص ہیں وہ بھی اس محبت سے خالی نہیں۔ چنانچہ سیدنا رسول اللہ ﷺ کو حضرات حسنین سے ایسی محبت تھی کہ ایک بار آپ ﷺ خطبہ پڑھ رہے تھے کہ اتنے میں حضرات حسنین لڑکھڑاتے ہوئے مسجد میں آگئے۔ حضور ﷺ سے ان کا لڑکھڑانا دیکھ کر نہ رہا۔ آپ ﷺ نے درمیان خطبہ ہی ممبر سے اتر کر ان کو گود میں اٹھالیا اور پھر خطبہ جاری فرمادیا۔ اگر آج کوئی شیخ ایسا کرے تو جہلاء اس کی حرکت کو خلاف وقار کہتے ہیں۔ مگر وہ زبان سنبھالیں کیسا وقار لئے پھرتے ہیں۔ آج کل لوگوں نے تکبر کا نام وقار اور خودداری رکھ لیا ہے۔

اور وفات کے واقعات میں یہ ہوا کہ حضور ﷺ نے اپنے صاحبزادہ حضرت ابراہیم کے وصال کے وقت رنج وغم کا اظہار فرمایا آپ ﷺ کی آنکھوں سے آنسو بھی جاری تھے اور زبان سے یہ بھی فرمایا کہ: اے ابراہیم ہم کو تمہاری جدائی کا واقعی صدمہ ہے۔

الغرض اولاد کی محبت سے ذوات قدسیہ بھی خالی نہیں۔ یہ تو حق تعالیٰ کی حکمت ہے کہ ہمارے اندر اولاد کی محبت پیدا کردی اگر یہ داعی نہ ہوتا تو ہم ان کے حقوق ادا نہ کرسکتے۔ (الفیض الحسن ملحقہ حقوق الزوجین ص ۱۴۰)

اولاد کی محبت کیوں پیدا کی گئی؟

بچے جو محض گود کا ڈھیر اور موت کی پوٹ ہیں ان کی پرورش بغیر قلبی داعیہ (اور جذبہ) کے ہو ہی نہیں سکتی۔ بچے تو ہر وقت اپنی خدمت کراتے ہیں، خود خدمت کے لائق نہیں، ان کی حرکتیں بھی مجنونانہ (پاگل پن کی سی ہوتی) ہیں۔ مگر حق تعالیٰ نے ایسی محبت پیدا کر دی ہے کہ ان کی مجنونانہ حرکت بھی بھلی معلوم ہوتی ہے۔ حتیٰ کہ بعض دفعہ وہ خلاف تہذیب کام کرتے ہیں جس پر سزا دینا عقلاً ضروری ہوتا ہے مگر بچوں کے متعلق عقلمندوں میں اختلاف ہو جاتا ہے۔ ایک کہتا ہے کہ سزا دی جائے دوسرا کہتا ہے کہ نہیں بچے ہیں ان سے ایسی غلطی ہو ہی جاتی ہے معاف کر دینا چاہیے۔ غرض اپنے بچوں کو تو کیوں نہ چاہیں۔ دوسرے کے بچوں کو دیکھ کر پیار آتا ہے اور ان کی حرکتیں اچھی معلوم ہوتی ہیں۔ اگر یہ محبت کا تقاضا اور داعیہ نہ ہوتو راتوں کو جاگنا اور گوہ موت کرانا دشوار ہو جاتا۔ کسی غیر کے بچے کی خدمت کر کے دیکھو تو حقیقت معلوم ہو جائے گی۔ گو خدا کا خوف کر کے تم روزانہ اس کی خدمت کر دو مگر دل میں ناگواری ضرور ہوگی۔ غصہ بھی آئے گا۔ سوتیلی اولاد کی خدمت اس لئے گراں ہوتی کہ اس کے دل میں ان کی محبت نہیں ہوتی، چونکہ اولاد کی خدمت بغیر محبت کے دشوار تھی اس لئے حق تعالیٰ نے اولاد کی محبت والدین کے دل میں ایسی پیدا کر دی کہ اب وہ اس کی خدمت کرنے پر مجبور ہیں۔ (الفیض الحسن ص ۱۳۹)۔

اولاد کی تمنا

(لوگوں کو) اولاد کی تمنا اس لئے ہوتی ہے کہ نام باقی رہے گا (خاندان اور سلسلہ چلے گا) تو نام کی حقیقت سن لیجئے کہ ایک مجمع میں جا کر ذرا لوگوں سے پوچھئے تو بہت سے لوگوں کو پردادا کا نام معلوم نہ ہوگا۔ جب خود اولاد ہی کو اپنے پردادا کا نام معلوم نہیں تو دوسرں کو خاک معلوم ہوگا؟ تو بتلایئے (اولاد والوں کا بھی) نام کہاں رہا۔

صاحبو! نام تو اللہ کی فرمانبرداری سے چلتا ہے۔ اللہ کی فرمانبرداری کرو اس سے نام چلے گا۔ اولاد سے نام نہیں چلا کرتا۔ بلکہ اولاد نالائق ہوئی تو الٹی بدنامی ہوتی ہے اور نام چلا بھی تو نام چلنا ہی کیا چیز ہے جس کی تمنا کی جائے۔

یوں کسی کو طبعی طور پر اولاد کی بھی تمنا ہو تو میں اس کو برا نہیں کہتا کیوں کہ اولاد کی محبت انسان میں طبعی (فطری) ہے۔ چنانچہ بعض لوگ جنت میں بھی اولاد کی تمنا کریں گے حالانکہ وہاں نام کا چلنا بھی مقصود نہ ہوگا۔ کیونکہ جنت کے رہنے والے کبھی ختم ہی نہ ہوں گے بلکہ وہاں اس تمنا کا منشا (سبب) محض طبعی تقاضہ ہوگا تو میں اس سے منع نہیں کرتا۔

مقصود صرف یہ ہے کہ اس طبعی تقاضے کی وجہ سے عورت کی خطاء نکال لینا کہ تیرے اولاد نہیں ہوتی یا لڑکیاں ہی ہوتی ہیں بڑی غلطی ہے اور اس قسم کے غیر اختیاری جرائم نکال کر ان سے خفا ہونا اور ان پر زیادتی کرنا ممنوع ۔۔۔ اور ناجائز

حرام ہے۔اس میں ان بیچاروں کی کیا خطاء۔ جو ہوتا ہے اللہ کی طرف سے ہوتا ہے۔

(حقوق البیت ص ۳۹)

یہ تو نہایت سخت غلطی ہے۔ مثلاً بعض لوگ بیوی سے کہتے ہیں کہ کم بخت تیرے کبھی اولاد ہی نہیں ہوتی تو اس میں وہ بے چاری کیا کرے۔ اولاد کا ہونا کسی کے اختیار میں تو نہیں ہے۔ بعض دفعہ بادشاہوں کے اولاد نہیں ہوتی حالانکہ وہ ہر قسم کی مقوی غذائیں اور ۔۔۔۔ (حمل والی) دوائیں بھی استعمال کرتے ہیں مگر پھر بھی خاک نہیں ہوتا۔ یہ تو محض اللہ تعالیٰ کے قبضہ واختیار کی بات ہے اس میں عورتوں کا کیا قصور ہے۔

بعض مردوں کو ہم نے دیکھا ہے کہ وہ بیوی سے اس بات پر خفا ہوتے ہیں کہ کم بخت تیرے تو لڑکیاں ہی لڑکیاں ہوتی ہیں۔ سو اول تو اس میں اس کی کیا خطاء ہے بلکہ اطباء (ڈاکٹروں) سے پوچھو تو وہ شاید اس میں آپ ہی کا قصور بتلائیں۔ دوسرے یہ ناگواری کی بات بھی نہیں۔ (حقوق البیت ص ۳۵ ملحقہ حقوق الزوجین)

اگر اولاد ذخیرہ آخرت ہو تو بہت بڑی نعمت ہے

اگر اولاد دین میں مدد دے تو سبحان اللہ (اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے) ایک بزرگ تھے وہ نکاح نہ کرتے تھے۔ ایک مرتبہ سو رہے تھے کہ اچانک چونک پڑے اور کہنے لگے کہ جلدی کوئی لڑکی لاؤ (نکاح کرنا ہے) ایک مخلص مرید حاضر تھے۔ ان کی ایک کنواری لڑکی تھی۔ لاکر فوراً حاضر کی اسی وقت نکاح ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے ایک

بچہ دیا اور وہ مر گیا۔ بیوی سے کہا کہ جو میرا مطلب تھا پورا ہو گیا۔ اب تجھ کو اختیار ہے اگر تجھ کو دنیا کی خواہش ہے تو میں تجھ کو آزاد کردوں تاکہ کسی سے نکاح کرلے اور اگر اللہ کی یاد میں اپنی عمر ختم کرنا ہو تو یہاں رہو۔ چونکہ وہ بیوی ان کے پاس رہ چکی تھی اور صحبت کا اثر اس کے اندر آگیا تھا۔ اس نے کہا کہ میں تو اب کہیں نہیں جاؤں گی۔ چنانچہ دونوں میاں بیوی اللہ کی یاد میں رہے۔ ان کے بعض خاص لوگوں نے پوچھا کہ حضرت یہ کیا بات ہے (اتنی جلدی شادی کرنے کی وجہ کیا تھی حالانکہ پہلے آپ انکار فرماتے تھے) فرمایا کہ بات یہ تھی کہ میں سو رہا تھا میں دیکھا کہ میدان محشر قائم ہے اور پل صراط پر لوگ گزر رہے ہیں۔ ایک شخص کو دیکھا کہ اس سے چلا نہیں جاتا لڑکھڑاتا ہوا چل رہا ہے۔ اسی وقت ایک بچہ آیا اور ہاتھ پکڑ کر آناً فاناً (یعنی فوراً) اس کو لے گیا۔ میں نے دریافت کیا کہ یہ کون ہے؟ ارشاد ہوا کہ یہ اس کا بچہ ہے جو بچپن میں مر گیا تھا۔ یہاں اس کا رہبر ہو گیا۔ اس کے بعد میری آنکھ کھل گئی۔ مجھے خیال آیا کہ میں اس فضیلت سے محروم نہ رہوں۔ شاید بچہ ہی میری نجات کا ذریعہ ہو جائے۔ اس لئے میں نے نکاح کیا تھا اور میرا مقصود حاصل ہو گیا۔

(الدنیا ملحقہ دنیا و آخرت ص ۹۸)

بعض اولاد وبال جان اور عذاب کا ذریعہ ہوتی ہے

یاد رکھو! جس طرح اولاد ہونا نعمت ہے اسی طرح نہ ہونا بھی نعمت ہے۔ بلکہ جس کے نہ ہوئی ہو یا جس کے ہو کر مر گئی ہو اس کو اور بھی زیادہ شکر کرنا چاہئے۔

صاحبو! آج کل کی تو اولاد عموماً ایسی ہوتی ہے کہ وہ خدا سے غافل رہنے والی ہوتی ہے۔ پس جس کے نہ ہو وہ شکر کرے کہ اللہ تعالیٰ نے سب فکروں سے آزاد کیا ہے۔ ان کو چاہئے کہ اطمینان سے اللہ کو یاد کریں۔

بعض لوگوں کیلئے تو اولاد عذاب جان ہو جاتی ہے۔ جیسے منافقین کے بارے میں حق تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

ولا تعجبک اموالھم ولا اولادھم انما یرید اللہ لیعذبھم بھا فی الحیوۃ الدنیا.

یعنی! اے محمدؐ آپ کو ان کے مال اور اولاد اچھے نہ معلوم ہوں۔ اللہ تعالیٰ تو یہ چاہتے ہیں کہ ان مالوں اور اولادوں کی وجہ سے ان کو اس دنیا کی زندگی میں عذاب دیں۔

واقعی لوگوں کیلئے تو اولاد وبال جان ہو جاتی ہے۔ بچپن میں تو اس کے پیشاب پاخانہ میں نمازیں برباد کرتے ہیں۔ جب بڑے ہو جاتے ہیں تو ان کیلئے

طرح طرح کی فکریں ہو جاتی ہیں کہ ان کیلئے جائیداد ہو روپیہ ہو۔ گھر ہو، خواہ دین رہے یا نہ رہے لیکن جس طرح بن پڑے گا ان کیلئے دنیا سمیٹیں گے اور ہر وقت اسی دھن میں رہیں گے۔ حلال وحرام میں بھی کچھ تمیز نہ کریں گے۔ پس ایسی اولاد کا نہ ہونا نعمت ہے۔ جن لوگوں کے اولاد نہیں ان پر خدا کی بڑی نعمت ہے۔ اگر اولاد ہوتی تو ان کی کیا حالت ہوتی۔۔۔ واللہ اعلم۔

جن کی صرف لڑکیاں ہی لڑکیاں ہوں ان کی تسلی کیلئے ضروری مضمون

حضرت خضر علیہ السلام کا واقعہ:

حضرات! آپ کو خوب یاد ہوگا کہ خضر علیہ السلام نے جس لڑکے کو قتل کر دیا تھا اس کیلئے اور اس کے والدین کیلئے (اس میں بڑی) مصلحت بھی تھی۔

روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ اس لڑکے کے قتل ہونے کے بعد اللہ تعالیٰ نے اس کے والدین کو ایک لڑکی دی جس کی اولاد میں انبیاء علیہم السلام پیدا ہوئے۔

تو بتلایئے اگر آپ کے لڑکا ہوتا اور ویسا ہی ہوتا جیسا وہ لڑکا تھا جسے حضرت خضر علیہ السلام نے مار ڈالا تھا تو آپ کیا کر لیتے تھے۔ یہ خدا کی بڑی مصلحت ہے کہ اس نے آپ کو لڑکیاں دیں کیونکہ عموماً لڑکیاں خاندان کو بدنام نہیں کیا کرتیں اور والدین کی اطاعت بھی خوب کرتی ہیں اور لڑکے تو آج کل ایسے آزاد ہوتے ہیں کہ خدا

کی پناہ۔ انکے ہونے سے تو نہ ہونا ہی بھلا تھا۔ اب آج کل اگر حضرت خضر علیہ السلام ایسے لڑکوں کو نہیں مارتے تو اللہ میاں تو ذبح کر سکتے ہیں اور اللہ کا پیدا کرنا (یا پیدا کر کے موت دے دینا) یہ بھی ایک گونہ ذبح ہی کے مثل ہے۔

اور جس کو اللہ تعالیٰ کچھ بھی اولاد نہ دیں نہ لڑکا نہ لڑکی اس کیلئے یہی مصلحت ہے۔ کیونکہ وہ بندوں کی مصلحتوں کو ان سے زیادہ جانتے ہیں۔ دیکھئے آج ایک شخص بے فکری سے دین کے کام میں لگا ہوا ہے۔ کیونکہ اس کے اولاد نہیں۔ اب اگر اس کے اولاد ہو جائے تو کیا خبر اس وقت یہ بے فکری رہے یا نہ رہے۔ اولاد کے ساتھ ہزاروں فکریں لگی ہوئی ہیں۔ (حقوق البیت ص ۳۶)

اولاد کے پس پشت مصیبتیں اور پریشانیاں

عورت کیلئے تو بچے کا ہونا سخت مصیبت ہے۔ لوگ کہا کرتے ہیں کہ عورت دوبارہ جنم لیتی ہے۔ مگر مرد کیلئے بھی کچھ کم مصیبت نہیں کہ زچہ خانہ کی خبر گیری۔ گوند، سونٹھ، گھی وغیرہ کیلئے خرچ کی ضرورت ہوتی ہے۔۔۔ اور بچہ صاحب جو تشریف لائے ہیں وہ تو مانند پھول اور پان کے ہیں۔ (یعنی نہایت کمزور) ذرا سے میں کمہلا جاتے ہیں۔ سرد ہوا لگ گئی تو اینٹھ گئے اور گرم ہوا لگ گئی (یعنی لو لگ گئی) تو بھڑک اٹھے۔ کبھی رونا شروع ہوا تو روئے ہی جاتا ہے اور یہ پتہ نہیں چلتا کہ کیوں روتا ہے۔ بچہ حیوان بے زبان ہوتا ہے۔ اپنا دکھ بیان نہیں کر سکتا۔ علاج بھی قرائن اور قیاس سے (یعنی اندازے سے) کیا جاتا ہے۔ کبھی یہ خیال ہوتا ہے کہ پیٹ میں درد ہے اس

واسطے روتا ہے۔ لہذا گھٹی دی جاتی ہے اور کبھی خیال ہوتا ہے کہ کان میں درد ہے اس کے واسطے تمباکو کی پیک کان میں ڈلوائی جاتی ہے۔ یہ تکلیفیں تو وہ ہیں جو معمولی سمجھی جاتی ہیں۔ ان کی تدبیریں عورتیں خود ہی کر لیتی ہیں۔

اور کبھی ایسی بیماریاں بچوں کو ہوتی ہیں جو گھر والوں کی سمجھ میں نہیں آتی اور بڑے بڑے قابل اور تجربہ کار حکیموں اور ڈاکٹروں کی تلاش کرنی پڑتی ہے اور ذرا سے بالشت بھر کے آدمی کیلئے ہزاروں روپیہ خرچ کرنا پڑ جاتا ہے اس وقت تارے نظر آتے ہیں۔ (دماغ چکرا جاتا ہے) اور بے ساختہ آدمی کہہ اٹھتا ہے کہ پہلی اولاد ہوئی تو ہمیں مار دیا بھلے مانس کا کیا قصور ہے؟ تو ہی نے تو اسے بلایا ہے۔

غرض کہیں ناک دکھ رہی ہے کہیں آنکھ دکھ رہی ہے ذرا سا جی اچھا ہوتا ہے تو اپنی جان میں بھی جان آجاتی ہے اور جب اس کی طبیعت خراب ہوتی ہے تو اپنی زندگی بھی تلخ ہو جاتی ہے۔ بین الرجاء والخوف یعنی امید اور خوف کے درمیان کی زندگی کا لطف آتا ہے (اور درجات کی ترقی ہوتی ہے)۔ خیر خدا خدا کر کے لڑکا بڑا ہوا تو اب اس کی شادی ہوئی۔ پھر اس کے اولاد ہوئی، اور سارا دھندا از سر نو شروع ہوا۔ جن تکلیفوں سے خدا خدا کر کے کچھ نجات پائی تھی اب پھر ان کا آغاز ہوا۔ اگر اس کے اولاد نہ ہوئی تو اس کا غم کہ اولاد کیوں نہیں ہوتی اور اگر ہوئی تو وہ بھی سب ساز و سامان لائی۔ یعنی وہی گو موت وہی بیماری، وہی خرچ، وہی بے چینی، وہی ہر وقت کا شغل۔ غرض سارے غم تازے ہو گئے۔ یہ عیش و آرام ہے دنیا کا اور دنیا کے یہ اشغال۔۔۔

ایسے ہیں کہ جن سے کوئی بھی خالی نہیں۔ حتیٰ کہ لوگوں کی طبیعتیں ان سے ایسی مانوس ہوگئی ہیں کہ اگر یہ نہ ہوں تو طبیعت گھبراتی ہے کہ کوئی شغل نہیں۔

(التبلیغ ج ۲۴ ص ۴۰ وعظ السلام التحقیقی)

اولاد کی وجہ سے ہزاروں فکریں اور جھمیلے

اولاد کے ساتھ ہزاروں فکریں لگی ہوئی ہیں۔ آج کل کسی کے کان میں درد ہے۔ کسی کے پیٹ میں درد ہے۔ کوئی گر پڑا ہے۔ کوئی گم ہوگیا ہے اور ماں باپ پریشان ہوتے ہیں۔ تو ممکن ہے کہ خدا نے اس کو اسی لئے اولاد نہ دی کہ وہ اس کو آزاد رکھنا چاہتے ہیں۔

میرے بھائی ایک کہانی سناتے تھے کہ ایک شخص نے صاحب عیال (بال بچہ والے) سے پوچھا کہ تمہارے گھر خیریت ہے؟ تو بڑا خفا ہوا کہ میاں خیریت تمہارے یہاں ہوگی۔ مجھے بددعا دیتے ہو؟ ہمارے یہاں خیریت کہاں۔ ماشاء اللہ بیٹے بیٹیاں ہیں۔ پھر اولاد ہے۔ سارا گھر بچوں سے بھرا ہوا ہے۔ آج کسی کے کان میں درد ہے۔ کسی کو دست آ رہے ہیں۔ کسی کی آنکھ دکھ رہی ہے۔ کوئی کھیل کود میں چوٹ کھا کر رو رہا ہے۔ ایسے شخص کے یہاں خیریت ہوگی؟ خیریت تو اس کے یہاں ہوگی جو منحوس ہو جس کے گھر میں کوئی بال بچہ نہ ہو۔ ہمارے یہاں خیریت کیوں ہوتی۔

واقعی بچے کے ساتھ خیریت کہاں؟ بچپن میں ان کے ساتھ اس قسم کے

رنج اور فکریں ہوتی ہیں اور جب وہ سیانے ہوئے تو اگر صالح (نیک) ہوئے تو خیر اور آج کل اس کی بہت کمی ہے ورنہ پھر جیسا وہ ناک میں دم کرتے ہیں معلوم ہے۔ پھر ذرا اور بڑے ہوئے جوان ہوگئے تو ان کے نکاح کی فکر ہے۔ بڑی مصیبتوں سے نکاح بھی کر دیا تو اب یہ غم ہے کہ اس کے اولاد نہیں ہوتی۔ اللہ اللہ کر کے تعویذوں، گنڈوں سے دواؤں سے اولاد ہوئی تو بڑے میاں کی اتنی عمر ہوگئی کہ پوتے بھی جوان ہوگئے۔ اب بچہ ان کو بات بات میں بے وقوف بناتا ہے اور ان کی خدمت کرنے سے اکتاتا ہے اور بیٹے پوتے منہ پر (سامنے ہی) کوری کوری (کھری کھری) سناتے ہیں اور یہ بے چارے معذور ایک طرف پڑے ہیں۔ یہ اولاد کا پھل ہے۔ تو پھر خواہ مخواہ لوگ اس کی تمنائیں کرتے ہیں۔ (حقوق البیت ص ۳۷)

جن کی اولاد نہ ہوتی ہو ان کی تسلی کیلئے عجیب مضمون

میرے استاد مولانا سید احمد صاحب دہلوی کے ماموں مولانا سید محبوب علی صاحب جعفری کے کوئی اولاد نہیں ہوئی تھی۔ ایک دفعہ وہ غمگین بیٹھے تھے میرے استاد نے پوچھا اور یہ ان کے لڑکپن کا زمانہ ہے۔ کہ آپ غمگین کیوں ہیں؟ کہا مجھے اس کا رنج ہے کہ بڑھاپا آگیا اور میرے اب تک اولاد نہیں ہوئی۔ استاد رحمۃ اللہ علیہ نے

فرمایا سبحان اللہ یہ خوشی کی بات ہے یا غم کی؟ انہوں نے کہا کہ یہ خوشی کی بات کیسے ہے۔ فرمایا یہ تو بڑی خوشی کی بات ہے آپ کے سلسلہ نسل (خاندان) میں ہی اصل مقصود ہیں اور (آپ کے) تمام آباؤ اجداد مقصود بالغیر (یعنی ذریعہ ہیں) بخلاف اولادوالوں کے کہ وہ خود مقصود نہیں ہیں۔ بلکہ ان کو تو غم کے واسطے پیدا کیا گیا ہے۔

دیکھئے گیہوں دو قسم کے ہوتے ہیں۔ ایک وہ جن کو کھانے کیلئے رکھا جاتا ہے اور دوسرے وہ جو تخم (بیج) کیلئے رکھے جاتے ہیں تو ان دونوں مین مقصود وہ ہے جو کھانے کیلئے رکھا جاتا ہے۔ کھیت بونے سے مقصود یہی گیہوں تھے اور جس کو تخم (بیج) کے واسطے رکھتے ہیں وہ مقصود نہیں بلکہ وہ واسطہ ہیں مقصود کے۔

اسی طرح جس کے اولاد نہ ہو آدم علیہ السلام سے لیکر اس وقت تک ساری نسل میں مقصود ہی تھا اور سب (آباؤ اجداد) اس کے وسائل (ذرائع) تھے۔ اور جن کے اولاد ہوتی ہے وہ خود مقصود نہیں ہیں بلکہ تخم (بیج) کیلئے رکھے گئے ہیں۔ تو واقعی ہے تو یہ علمی مضمون۔ بے اولادوں کو اپنی حسرت اس مضمون کو سوچ کر ٹالنی چاہئے۔

اور اگر اس سے بھی حسرت نہ جائے تو دنیا کی حالت دیکھ کر تسلی کر لیا کریں کہ جن کے اولاد ہے وہ کس مصیبت میں گرفتار ہیں اور اس سے بھی تسلی نہ ہو تو یہ سمجھ لیں کہ جو خدا کو منظور ہے وہی میرے واسطے خیر ہے۔ نہ معلوم اولاد ہوتی تو کیسی ہوتی اور یہ بھی نہ کر سکیں تو کم از کم یہ تو سمجھے کہ اولاد نہ ہونے میں بیوی کی کیا خطا ہے۔

(حقوق البیت ملحقہ الزوجین ص ۳۸)

باب نمبر ۲

حصول اولاد کی اہم دعائیں اور عملیات

رب لا تذرنی فرداً وانت خیر الوارثین ٥

اے میرے رب مجھے اکیلا نہ چھوڑیئے اور تو سب سے اچھا وارث ہے۔

جس کو اولاد سے مایوسی ہو، نماز کے بعد تین مرتبہ پڑھا کرے انشاء اللہ صاحب اولاد ہو جائے گا۔ (اعمال قرآنی)

رب هب لی من لدنک ذریة طیبة انک سمیع الدعاء.

اے رب مجھے اپنی عنایت سے اچھی ذریت عطاء فرما بے شک تو ہی دعا کا سننے والا ہے۔

جس کو اولاد سے مایوسی ہو وہ اس آیت کو پڑھا کرے۔ خدا کریم اس کی برکت سے فرزند صالح عطا فرمائے گا۔ (اعمال قرآنی)

البارى المصور کا بکثرت ذکر کرنے یعنی اٹھتے بیٹھتے پڑھنے سے صنائع عجیبہ کا ایجاد آسان ہوگا۔

اگر بانجھ عورت (جس کے اولاد نہ ہوتی ہو) سات روز تک روزہ رکھے اور پانی سے افطار کرے اور افطار کے بعد ۲۱ مرتبہ پڑھے تو انشاء اللہ حمل قرار پائے گا۔

او كظلمات فى بحر لجى يغشاه موج من فوقه سحاب ظلمات بعضها فوق بعض اذا اخرج يده لم يكد يراها ومن لم يجعل الله له نور فما له من نور.

چالیس لونگوں پر سات بار اس آیت کو پڑھے اور حیض کے غسل سے فراغت کے بعد روزانہ لونگ کھائے اور لونگ رات کو کھائے اور اس پر پانی نہ پیے اور ان دنوں میں اس کا شوہر اس سے صحبت کرتا رہے (اعمال قرآنی)

چند آسان مفید عملیات

حفاظت حمل کیلئے:

ايها الناس اتقو ربكم ان زلزلة الساعة شئ عظيم .

حفاظت حمل کیلئے مفید ہے ہر نماز کے بعد تین مرتبہ پڑھا کرے۔

الله يعلم ما تحمل كل انثىٰ وما تغيض الارحام وما تزداد وكل شئ عنده بمقدار.

اگر حمل گر جانے کا خوف ہو یا حمل نہ ٹھہرتا ہو تو یہ آیت لکھ کر عورت کے باندھے۔انشاءاللہ حمل محفوظ رہے گا اور اگر ٹھہرتا نہ ہو تو قرار پائے گا۔ (اعمال قرآنی)

ولادت میں آسانی کیلئے:

اذا السماء انشقت واذنت لربها و حقت واذا الارض

مدت والقت ما فيها و تخلت.

ان آیتوں کو لکھ کے ولادت کی آسانی کیلئے باندے ان شاء اللہ بہت آسانی سے ولادت ہوگی۔مگر ولادت کے بعد فوراً کھول دینا چاہیئے۔

(اعمال قرآنی)

نظر سے حفاظت:

وان يكاد الذين كفرو ليزلقونك بابصارهم لما سمعو الذكر و يقولون انه لمجنون وما هو الا ذكر للعالمين.

حسن بصری رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نظر بد کیلئے مفید ہے (اس کو لکھ کر باندھ دیں یا بچہ پر دم کریں)۔

بچوں کی ہر بلا اور شر سے حفاظت کیلئے:

بسم الله الرحمن الرحيم اعوذ بكلمات الله التامات كلها من شرم خلق بسم الله خير الاسماء، بسم الله رب الارض ورب الاسماء بسم الله الذى لا يضر مع اسمه شئ فى الارض ولا فى السماء وهو السميع العليم.

اس تعویذ سے بچے ہر بلا سے محفوظ رہیں گے۔اس تعویذ کو لکھ کر موم جامہ کر کے بچوں کے گلے میں ڈال دیں۔اللہ تعالیٰ اس کی برکت سے حفاظت میں رکھے

گا۔ (اعمال قرآنی)

عورت کا دودھ بڑھنے کیلئے:

(۱) سورۃ حجرات کو لکھ کر پلانے سے دودھ بڑھے گا اور حمل محفوظ رہے گا۔

سورۃ الحجر جو شخص زعفران سے لکھ کر کسی عورت کو پلائے اس کا دودھ بڑھ جائے۔

(اعمال قرآنی)

بچہ کا دودھ چھڑانے کیلئے:

جس کا دودھ چھڑانا ہو سورۃ بروج کو لکھ کر اس کو باندھ دے بآسانی چھوڑ دے گا۔

آسانی سے دانت نکلنے کیلئے:

جس بچہ کے دانت نہ نکلے ہوں سورۃ ق کی شروع کی آیتیں الخروج تک لکھ کر پلانے سے دانت آسانی سے نکلیں گے۔

سرکش نافرمان اولاد کیلئے ایک عمل:

الشھید خاصیت! اگر نافرمان اولاد یا بی بی کی پیشانی پکڑ کر اس کو پڑھے یا ہزار مرتبہ پڑھ کر دم کرے تو وہ فرمانبردار ہو جائیں گے۔

باب نمبر۳

پیدائش اور اس کے متعلقات

حالت حمل میں والدین کیلئے ضروری ہدایت

ایک تجربہ کی بات بتلاتا ہوں کہ اگر پیدا ہونے سے پہلے والدین اپنی حالت کو درست کرلیں تو بچہ نیک ہی پیدا ہوگا۔ بچے کی پیدائش سے پہلے بھی جو افعال و احوال والدین پر گزرتے ہیں اس کا بھی اثر اس میں آتا ہے۔

چنانچہ ایک بزرگ کا بچہ شریر تھا کسی نے ان سے کہا کہ یہ بڑے تعجب کی بات ہے کہ آپ تو ایسے بزرگ اور آپ کا بچہ ایسا شریر؟ فرمایا کہ ایک دن میں نے ایک امیر (غیر محتاط مالدار) کے گھر کھانا کھالیا تھا۔ اس سے نفس میں ہیجان پیدا ہوا۔ اس وقت میں اس کی ماں کے پاس گیا اور حمل قرار پا گیا۔ تو یہ بچہ اس مشتبہ غذا کا ثمرہ ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ حمل قرار پانے کے وقت والدین کی جو حالت ہوتی ہے اچھی یا بُری اس کا بھی اثر بچہ میں آتا ہے۔ (حقوق البیت ص ۵۵)

حالت حمل میں بھی بچہ پر اس کے ماں باپ کا اثر پڑتا ہے

ایک حکایت

بعض کتابوں میں ایک حکایت لکھی ہے کہ دو میاں بیوی نے آپس میں یہ صلاح کی۔ آؤ ہم دونوں سب گناہوں سے توبہ کرلیں اور آئندہ کوئی گناہ نہ کریں تا کہ بچہ نیک پیدا ہو۔ چنانچہ اس کا اہتمام کیا گیا۔ اسی حالت میں حمل قرار پایا اور بچہ پیدا ہوا تو وہ بہت صالح اور نیک پیدا ہوا۔

ایک روز بچے نے کسی دکان پر سے ایک بیر چرایا (اور کھالیا) مرد نے بیوی سے کہا کہ سچ بتلا یہ اثر کہاں سے آیا۔ اس نے بیان کیا کہ پڑوسی کے گھر میں جو بیری کا درخت کھڑا ہے اس کی ایک شاخ ہمارے گھر میں ہے اس میں ایک بیر لگا تھا میں نے وہ توڑ کر کھالیا۔ مرد نے کہا بس اس کا اثر آج ظاہر ہوا۔

پس اولاد نیک ہونے کیلئے پہلا درجہ تو یہ ہے کہ والدین خود نیک بنیں۔

(حقوق البیت ص ۵۵)

پہلا لڑکا باپ کے گھر میں ہونے کو ضروری سمجھنا

یہ ضروری سمجھا جاتا ہے کہ جہاں تک ہوسکے پہلا بچہ باپ ہی کے گھر میں ہونا چاہیئے۔ جس سے بعض وقت بچہ پیدا ہونے کے قریب زمانہ میں بھیجنے کی پابندی میں یہ بھی تمیز نہیں رہتی کہ یہ سفر کے قابل ہیں یا نہیں جس سے بعض اوقات کوئی بیماری

ہوجاتی ہے۔ حمل کو نقصان پہنچ جاتا ہے۔ مزاج میں ایسا تغیر اور تکان ہوجاتا ہے کہ اس کو اور بچہ کو ایک مدت تک بھگتنا پڑتا ہے۔ بلکہ تجربہ کار لوگ کہتے ہیں کہ اکثر بیماریاں بچوں کو زمانہ حمل کی ۔۔۔۔ بے احتیاطیوں سے ہوتی ہیں۔ غرضیکہ دو جانوں کو نقصان اس میں پیش آتا ہے۔ پھر یہ کہ ایک غیر ضروری بات کی اس قدر پابندی کہ کسی طرح ٹلنے ہی نہ پائے۔ اپنی طرف سے ایک نئی شریعت بنانا ہے۔ خصوصاً جب کہ اس کے ساتھ یہ بھی عقیدہ ہو کہ اس کے خلاف کرنے سے کوئی نحوست ہوگی یا ہماری بدنامی ہوگی۔ نحوست کا اعتقاد تو شرک کا شعبہ ہے اور بدنامی کا اندیشہ یہ تکبر کا شعبہ ہے۔ جس کا حرام ہونا قرآن وحدیث دونوں میں منصوص ہے اور اکثر خرابیاں اور پریشانیاں اسی ننگ وناموس کی بدولت گلے کا طوق بن گئی ہیں۔ (اصلاح الرسوم ص ۳۷ بہشتی زیور ص ۶)۔

بچہ پیدا ہوتے وقت ستر اور پردہ پوشی کے ضروری احکام

دائی جنائی (یعنی بچہ پیدا ہوتے وقت دائی کے سامنے بدن کھولنے) کا حکم یہ ہے کہ ضرورت کے وقت اس کے سامنے بدن کھولنا درست ہے لیکن جتنی ضرورت ہے اس سے زیادہ کھولنا درست نہیں۔ بچہ پیدا ہونے کے وقت یا کوئی دوا لیتے وقت فقط اتنا ہی بدن کھولنا چاہیئے، بالکل ننگی ہوجانا جائز نہیں۔

اس کی آسان صورت یہ ہے کہ کوئی چادر وغیرہ بندھوادی جائے اور

ضرورت کے موافق دائی کے سامنے بدن کھول دیا جائے۔ رانیں وغیرہ نہ کھلنے پائیں اور دائی کے علاوہ کسی اور کو بدن دیکھنا درست نہیں۔ بالکل ننگا کر دینا اور ساری عورتوں کا سامنے بیٹھ کر دیکھنا حرام ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ ستر دیکھنے والی اور دکھلانے والی دونوں پر خدا کی لعنت ہو۔ اس قسم کے مسئلوں کا بہت خیال رکھنا چاہئے۔

اگر دائی سے پیٹ ملوانا ہو تو ناف سے نیچے بدن کا کھولنا درست نہیں۔ دوپٹہ وغیرہ ڈال لینا چاہئے۔ بلاضرورت دائی کو دکھانا بھی جائز نہیں اور یہ جو دستور ہے کہ پیٹ ملتے وقت دائی بھی دیکھتی ہے اور دوسری گھر والی ماں، بہن وغیرہ بھی دیکھتی ہیں یہ جائز نہیں۔

کافر عورتیں جیسے بھنگن چمارن وغیرہ ان کا حکم یہ ہے کہ جتنا پردہ نامحرم مرد سے ہے اتنا ہی ان عورتوں سے بھی واجب ہے۔ سوائے منہ اور گٹے تک ہاتھ اور ٹخنے تک پیر کے اور کسی ایک بال کا کھولنا بھی درست نہیں۔ سر اور پورا ہاتھ اور پنڈلی ان کے سامنے مت کھولو۔

اور اس سے یہ بھی سمجھ لو کہ اگر دائی جنائی (نرس) ہندو یا میم ہو تو بچہ پیدا ہونے کا مقام تو اس کو دکھلانا درست ہے اور سر وغیرہ اور اعضاء اس کے سامنے کھولنا درست نہیں۔ (بہشتی زیور)۔

مسنون طریقہ

بچہ پیدا ہونے کے وقت یہ باتیں مسنون ہیں۔

۱۔ اس کو نہلا دھلا کر اس کے دائیں کان میں اذان اور بائیں کان میں تکبیر کہی جائے۔

۲۔ اور کسی دیندار بزرگ سے تھوڑا چھوارہ چبوا کر اس کے تالو میں لگا دیا جائے۔

اس کے سوا باقی رسمیں اور اذان دینے کی مٹھائی وغیرہ پابندی کے ساتھ یہ سب فضول اور عقل کے خلاف اور مکروہ ہیں۔ (اصلاح الرسول ص ۴۲ بہشتی زیور ص ۶، ۱۲)

تحسنیک:

فرمایا حضر مولانا گنگوہیؒ سے کسی نے دریافت کیا کہ تحسنیک (یعنی جب بچہ پیدا ہوا ہو بچہ کے منہ میں کوئی چیز چبا کر ڈالنے) کا کیا حکم ہے؟

فرمایا کوئی چیز دیندار عالم متبع سنت ہو تو مسنون ہے ورنہ بدعتی کا تھوک چٹانے سے کیا فائدہ۔ (الکلام الحسن ص ۱۱۷)۔

بچہ کے کان میں اذان کہنے کی حکمت

بعض اہل لطائف نے لکھا ہے کہ مولود (پیدا ہونے والے بچے) کے کان میں جو اذان کہی جاتی ہے۔ اس میں ایک نکتہ ہے۔ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ اس کو سنا رہے ہیں کہ اذان و تکبیر ہوگئی ہے اب جنازہ کی نماز کے منتظر رہو۔

اور یہ بھی حکمت ہے کہ اذان و تکبیر میں اللہ کا نام ہے تو شروع ہی سے اس کے کان میں اللہ کا نام اس لئے لیا جاتا ہے کہ ایمان کی استعداد قوی ہو جائے اور

شیطان اس سے دور ہو جائے۔

اور دونوں حکمتوں میں گویا اشارہ ہے اس طرف کہ دنیا میں غافل ہو کر نہ رہنا۔ (وعظ الباقی ملحقہ دنیا و آخرت ص ۳۰۲)۔

پیدائش کے بعد بچہ سے متعلق ضروری ہدایات

۱۔ دستور ہے کہ مٹی ملے پانی سے بچے کو غسل دیتے ہیں اس کے بجائے اگر نمک کے پانی سے غسل دیں اور تھوڑی دیر بعد خالص پانی سے نہلائیں تو بہت سی بیماریوں سے جیسے پھوڑا پھنسی وغیرہ سب سے حفاظت رہتی ہے۔ لیکن نمک کا پانی ناک یا کان یا منہ میں نہ جانے پائے۔ اگر بچے کے بدن پر میل زیادہ معلوم ہو تو کئی روز تک نمک کے پانی سے غسل دیں اور اگر میل نہ بھی ہو تو بھی چلہ بھر تک تیسرے چوتھے دن خالص پانی سے غسل دے دیا کریں اور غسل کے بعد تیل مل دیا کریں۔ (سرد موسم میں احتیاط رکھیں)۔

۲۔ اگر بچے کی چار پانچ مہینہ تک تیل کی مالش رکھیں تو بہت مفید ہے۔

۳۔ بچے کو ایسی جگہ رکھیں جہاں بہت روشنی نہ ہو زیادہ روشنی سے اس کی نگاہ کمزور ہو جاتی ہے۔

۴۔ بچے کو زیادہ دیر تک ایک کروٹ پر لیٹے ہوئے کسی چیز پر نگاہ نہ جمانے دیں۔ اس سے بھینگا پن ہو جاتا ہے۔ کروٹ بدلتے رہیں۔

۵۔ بچے کو خراب دودھ نہ پلائیں۔ اس کی پہچان یہ ہے کہ ایک بوند دودھ ناخن

پر ڈال کر دیکھیں اگر فوراً بہہ جائے یا بہت زیادہ دیر تک نہ بہے تو خراب ہے اور اگر ذرا سا بہہ کر رہ جائے تو عمدہ ہے۔ اور جس دودھ پر مکھی بیٹھے وہ بُرا ہے۔

۶۔ بچے کو دودھ دینے سے پہلے کوئی میٹھی چیز جیسے شہد یا کھجور چبائی ہوئی وغیرہ انگلی پر لگا کر اس کے تالو میں لگائیں۔

اگر دودھ چھاتیوں میں جم جائے اور تکلیف ہو اور چھاتیوں میں کھچاؤ معلوم ہونے لگے تو فوراً علاج کرائیں۔

چھوٹے بچوں کو بالکل تنہا نہیں چھوڑنا چاہیے

ایک جگہ ایک عورت اپنا بچہ چھوڑ کر کہیں کام کو چلی گئیں۔ پیچھے ایک بلی نے آ کر اس قدر نوچا کہ اسی کی جان چلی گئی۔

اس سے دو باتیں معلوم ہوئیں ایک تو یہ کہ بچے کو بھی تنہا نہیں چھوڑنا چاہیے۔ دوسرے یہ کہ بلی کتے جانور کا کچھ اعتبار نہیں بعض عورتیں بیوقوفی کرتی ہیں کہ بلیوں کو ساتھ سلاتی ہیں۔ بھلا اس کا کیا اعتبار۔ اگر کسی وقت کہیں دھوکہ میں پنجہ دانت مار دے یا نرخرہ پکڑ لے تو کیا کر لوگی۔ (بہشتی زیور)

زچہ (بچہ کی ماں کو) نجس اور اچھوت سمجھنا غلط ہے

زچہ (یعنی جس عورت کا بچہ پیدا ہوا ہے اس) کو بالکل نجس اور اچھوت

سمجھنا، اس سے الگ بیٹھنا، اس کا جھوٹا کھالینا تو کیا معنی جس برتن کو وہ چھولے اس میں دھوئے مانجے بغیر پانی نہ پینا۔ غرضیکہ بالکل بھنگن کی طرح سمجھنا یہ بھی محض لغو اور بے ہودہ ہے۔ (بہشتی زیور)

شوہر کو زچہ (عورت) کے قریب نہ آنے دینا

یہ بھی ایک دستور ہے کہ پاک ہونے تک کم از کم پہلا نہان ہونے تک زچہ کے شوہر کو اس کے پاس آنے نہیں دیتیں۔ بلکہ اس کو عیب اور نہایت بُرا سمجھتی ہیں۔ اس رسم کی وجہ سے بعض اوقات بہت دقت اور حرج ہوتا ہے کہ کیسی ہی ضرورت ہو کیا مجال ہے جو وہاں تک شوہر کی رسائی ہو جائے۔ یہ کون سی عقل کی بات ہے؟ کبھی کوئی ضروری بات کہنے کی ہوئی اور کسی اور سے کہنے کے قابل نہ ہوئی یا کچھ کام نہ سہی تب بھی شاید اُس کا دل اپنے بچے کو دیکھنے کیلئے چاہتا ہو۔ ساری دنیا تو دیکھے مگر وہ نہ دیکھنے پائے یہ کیا لغو حرکت ہے۔ اچھے صاحب زادہ تشریف لائے کہ میاں بیوی میں جدائی پڑ گئی۔ اس بے عقلی کی بھی کوئی حد نہیں۔ (بہشتی زیور)

زچہ (بچہ کی ماں) کے غسل میں تاخیر اور نماز میں کوتاہی

سوا مہینے تک زچہ کو ہرگز نماز کی توفیق نہیں ہوتی۔ بڑی بڑی نماز کی پابندی

کرنے والی بھی بے پروائی کر جاتی ہیں۔ حالانکہ شریعت کا حکم ہے کہ جب خون بند ہو جائے فوراً غسل کرے اگر نقصان کرے تو تیمم کر کے نماز پڑھنا شروع کر دے۔ بغیر عذر کے ایک وقت کی بھی فرض نماز چھوڑنا سخت گناہ ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ ایسا شخص دوزخ میں فرعون، ہامان اور قارون کے ساتھ ہوگا۔ (اصلاح الرسوم)

متعین اوقات میں زچہ کو تین مرتبہ نہلانے کی رسم

زچہ (بچہ کی ماں) کو تین مرتبہ نہلانا ضروری جانتی ہیں۔ چھوٹی کے دن اور چھوٹا چلہ (دوسرا نہان) اور بڑا چلہ۔ شریعت سے تو صرف یہ حکم تھا کہ جب خون بند ہو جائے تو نہالے۔ چاہے پورے چالیس دن میں خون بند ہو جائے۔ چاہے دو ہی چار دن میں بند ہو جائے اور یہاں یہ تینوں دن واجب سمجھے جاتے ہیں۔ یہ شریعت کا پورا مقابلہ ہے یا نہیں۔

بعض لوگ یہ عذر کرتے ہیں کہ بغیر نہائے ہوئے طبیعت گھن کرتی ہے اس لئے نہلا دیتی ہیں کہ طبیعت صاف ہو جائے اور میل کچیل صاف ہو جائے لیکن یہ عذر غلط ہے۔ اگر یہی وجہ ہوتی تو زچہ (عورت) کا جب دل چاہے نہالے یہ وقتوں کی پابندی کیسی؟ کہ پانچویں دن ہی ہو پھر دسویں اور پندرھویں دن ہی ہو بلکہ جب اس کا دل چاہتا ہے تب نہیں نہلاتیں یا نہلانے سے کبھی کبھی زچہ بچہ دونوں کو نقصان پہنچ جاتا ہے تب بھی نہلاتی ہیں اور جن نفاس (خون) بند ہو جاتا ہے اس وقت ہرگز نہیں نہلاتیں۔ بتاؤ یہ صریح گناہ ہے یا نہیں۔

غسل کے وقت عورتوں کا جمع ہونا

نہانے کے وقت پھر سب عورتیں جمع ہوتی ہیں اور کھانا وہیں کھاتی ہیں اور برادری میں دودھ چاول (یا بتاشے وغیرہ) تقسیم ہوتے ہیں۔ بھلا صاحب یہ زبردستی کی بخ لگانے کی کیا ضرورت۔ دو قدم پر تو گھر مگر کھانا یہاں کھائی گی وہی مثل ہے کہ مان نہ مان میں تیرا مہمان۔ ان کی طرف سے تو یہ زبردستی اور گھر والوں کی نیت وہی ناموری اور طعن تشنیع سے بچنے کی نیت یہ دونوں وجہیں اس کے منع ہونے کیلئے کافی ہیں۔

غسل کے وقت دھوم دھام ناچ گانا

بعض شہروں میں آفت ہے کہ اس تقریب میں یا خصوصیت سے غسل صحت کے روز خوب راگ باجہ ہوتا ہے اور کہیں ناچ ہوتا ہے کہیں ڈومنیاں گاتی ہیں۔ جن کی بُرائی لکھی جا چکی ان خرافات اور گناہوں کو ختم کرنا چاہیے۔

غسل کے وقت ستر اور پردہ پوشی کی ضرورت

مسئلہ: ناف سے لے کر زانوں کے نیچے تک کسی عورت کے سامنے بھی کھولنا درست نہیں۔ بعض عورتیں ننگی سامنے نہاتی ہیں۔ یہ بڑی بے غیرتی اور ناجائز بات ہے۔ چھٹی میں ننگی کر کے نہلانا اور اس پر مجبور کرنا ہرگز درست نہیں۔ ناف سے

زانوں تک ہرگز بدن کو ننگا نہ کرنا چاہیئے۔

مسئلہ: جتنے بدن کا دیکھنا جائز نہیں وہاں ہاتھ لگانا بھی جائز نہیں۔ اس لئے نہاتے وقت اگر بدن بھی نہ کھولے تب بھی نائن وغیرہ سے رانیں ملوانا درست نہیں۔ اگر چہ کپڑے کے اندر ہاتھ ڈال کر ملے۔

اگر نائن اپنے ہاتھ میں کیسہ (تھیلا) پہن کر کپڑے کے اندر ہاتھ ڈال کر ملے تو جائز ہے۔

اچھوانی اور سٹھورو غیرہ تقسیم کرنے کو ضروری سمجھنا

اچھوانی گوند (سٹھورا) سارے کنبہ و برادری میں تقسیم ہوتا ہے۔ اس میں بھی وہی نام و نمود (دکھلاوا) اور طعن و تشنیع سے بچنے کے مفاسد اور نماز و روزے سے بڑھ کر ضروری سمجھنے کی علت موجود ہے۔ تقریب والے کی تو اچھی خاصی لاگت لگ جاتی ہے۔

پیدائش کی خبر نائی کے ذریعہ پہنچانے کی رسم

نائی خط لے کر بہو کے میکے یا سسرال میں خبر کرنے جاتا ہے اور وہاں اس کو انعام دیا جاتا ہے۔ خیال کرنے کی بات یہ ہے کہ جو کام ایک پوسٹ کارڈ کے ذریعہ نکل سکے۔ اس کے لئے خاص ایک آدمی کا جانا کون سی عقل کی بات ہے۔ پھر وہاں کھانے کو میسر ہو یا نہ ہو۔ مگر نائی صاحب کا قرض جو نعوذ باللہ خدا کے قرض

سے بڑھ کر سمجھا جاتا ہے ادا کرنا ضروری ہے اور وہی ناموری کی نیت جبراً قہراً دینے وغیرہ کی خرابیاں یہاں بھی ہیں۔ اس لئے یہ بھی جائز نہیں۔

چند ضروری تنبیہات

مسئلہ: مشہور ہے کہ زچہ (بچہ کی ماں) جب تک غسل نہ کرے اس کے ہاتھ کوئی چیز کھانا درست نہیں، یہ غلط ہے۔ حیض اور نفاس میں ہاتھ ناپاک نہیں ہوتے۔

مسئلہ: بعض عوام کہتے ہیں کہ چالیس دن کے اندر زچہ خانہ میں (عورت کے پاس) شوہر کو نہیں جانا چاہئے۔ سو اس کی کوئی اصل نہیں۔

مسئلہ: عام عورتیں زچہ خانہ میں چالیس روز تک نماز پڑھنا جائز نہیں سمجھتیں اگر چہ پہلے ہی پاک ہو جائیں۔ سو یہ بالکل دین کے خلاف بات ہے۔ نفاس کی زیادہ سے زیادہ مدت چالیس دن ہے باقی کم کی کوئی حد نہیں۔ جس وقت پاک ہو جائے غسل کر کے فوراً نماز شروع کر دے، اسی طرح اگر چالیس دن میں بھی خون بند نہ ہو تو چالیس دن کے بعد پھر اپنے آپ کو پاک سمجھ کر نماز شروع کر دے۔ (اغلاط العوام)۔

مسئلہ: اگر چالیس دن سے پہلے نفاس کا خون بند ہو جائے تو فوراً غسل کر کے نماز پڑھنا شروع کر دے اور اگر غسل نقصان کرے تو تیمم کر کے نماز شروع کرے۔ ہرگز کوئی نماز قضا نہ ہونے دے۔ (بہشتی زیور)۔

بچہ کی پیدائش کے موقع پر رسمی طور پر لین دین

بچہ پیدا ہونے کے بعد گھر والوں کے ساتھ خاندان کی عورتیں بطور نیوتے کے (رسمی طور پر) کچھ جمع کر کے دیتی ہیں۔

غور کرنے کی بات ہے کہ ان دینے والوں کا مقصود اور نیت کیا ہے جس وقت یہ رسم ایجاد ہوئی ہوگی اس وقت کی تو خبر نہیں کہ کیا مصلحت ہو۔ شاید خوشی کی وجہ سے ہو کہ سب عزیزوں کا دل خوش ہو۔

مگر اب تو یقینی بات ہے کہ خوشی ہو یا نہ ہو دل چاہے یا نہ چاہے دینا ہی پڑتا ہے۔ خاندان کی بعض عورتیں نہایت مفلس اور غریب ہوتی ہیں۔ ان کو بھی اصرار کے ساتھ بلایا جاتا ہے اگر نہ جائیں تو عمر بھر شکایت کرتی ہیں اور اگر جائیں تو دینے کے واسطے انتظام کر کے لے جائیں ورنہ سخت ذلت اور شرمندگی ہوگی۔ غرض جاؤ اور جبراً قہراً دے کر آؤ۔ یہ کتنا صریح ظلم ہے گھر بلا کر لوٹا جاتا ہے۔ خوشی کی جگہ بعضوں کو تو پورا جبر گزرتا ہے۔ مگر یہ ممکن نہیں کہ یہ ٹیکس نہ ادا کیا جائے۔ سرکاری مال گزاری میں اکثر مہینوں کی دیر ہو جاتی ہے مگر اس میں ایک منٹ کا توقف نہیں ہوتا بلکہ میعاد سے پہلے انتظام کر لینا واجب ہے۔ اب فرمائیے کہ اس طرح اور اس نیت سے مال خرچ کرنا یا گھر والوں کو لینے دینے کا ذریعہ بننا کہاں جائز ہے۔ کیوں کہ دینے والے کی نیت تو محض اپنی بڑائی اور نیک نامی ہے جس کے متعلق حدیث میں آیا ہے کہ جو شخص شہرت کا کپڑا پہنے گا قیامت میں اللہ تعالیٰ اس کو ذلت کا لباس پہنائیں گے۔ یعنی جو

کپڑا خاص شہرت کی نیت سے پہنا جائے اس پر یہ عذاب ہوگا۔اس سے معلوم ہوا کہ کوئی کام شہرت ونا موری کی نیت سے کرنا جائز نہیں اور یہاں تو خاص یہی نیت ہوتی ہے کہ دیکھنے والے کہیں گے کہ فلاں نے اتنا دیا ورنہ طعنہ دیں گے کہ اتنے کنجوس ہیں ایسے آنے کی کیا ضرورت تھی۔دینے والے کو تو یہ گناہ ہوا۔

اب لینے والے کو سنیے۔حدیث میں آیا ہے کہ کسی مسلمان کا مال اس کی دلی خوشی کے بغیر حلال نہیں۔سو جب کسی شخص نے جبراً کراہت سے دیا تو لینے والے کو لینے کا گناہ ہوا۔اگر دینے والا باوسعت ہے (صاحب حیثیت ہے) اور اس پر جبر بھی نہیں ہوا۔مگر غرض تو اس کی بھی وہی شیخی اور فخر کرنا ہے۔جس کے متعلق حدیث میں آیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان لوگوں کی دعوت قبول کرنے سے منع فرمایا ہے جو فخر کیلئے کھانا کھلائیں۔غرض ایسے شخص کا کھانا یا اس کی چیز لینا بھی ممنوع ہے۔کیونکہ اس میں اسکی معصیت کی اعانت ہے اور معصیت کی اعانت کرنا خود معصیت ہے۔غرض لینے والا بھی گناہ سے نہ بچا۔

اب گھر والوں کو لیجئے کہ وہی لوگ بلا بلا کر ان گناہوں کا سبب ہوئے۔تو وہ بھی گناہگار ہوئے۔غرض کہ اچھا نیوتہ ہوا کہ سب کو گناہ میں ملوث کر دیا۔

اور نیوتہ کی رسم جو اکثر تقریبوں میں ادا کی جاتی ہے۔اس میں مذکورہ خرابیوں کے علاوہ ایک خرابی اور بھی ہے اور وہ یہ کہ جو کچھ نیوتہ آتا ہے وہ سب بقاعدہ المعروف کالمشروط اپنے ذمہ قرض ہو جاتا ہے اور قرض کا بلا ضرورت لینا منع ہے۔پھر

قرض کا یہ حکم ہے کہ جب کبھی اپنے پاس ہو ادا کر دینا ضروری ہے اور یہاں یہ انتظار کرنا پڑتا ہے کہ اسکے یہاں بھی جب کوئی کام ہو تب ادا کیا جائے اور اگر کوئی شخص نیوتہ کا بدلہ ایک ہی آدھ دن کے بعد دینے لگے تو ہرگز کوئی قبول نہ کرے۔یہ دوسرا گناہ ہوا۔اور قرض کا حکم یہ ہے کہ گنجائش ہو تو ادا کر دو پاس میں نہ ہو تو نہ دو۔جب ہوگا دے دیا جائے گا۔اور یہاں حال یہ ہے کہ گنجائش ہو یا نہ ہو مگر اس وقت اس کا ادا کرنا واجب ہے۔غرض تینوں حالتوں میں شریعت کی مخالفت کی جاتی ہے۔اس لئے یہ مروج رسم جائز نہیں رہی۔

زبردستی کا اور عجیب قسم کا قرض

اور عجیب بات یہ ہے کہ قرض کا قاعدہ یہ ہے کہ آدمی حاجت کے وقت ادا کر دیتا ہے اور یہ عجیب قسم کا قرض ہے کہ خواہ حاجت ہو یا نہ ہو مقروض بنو، اور پھر جس وقت ادا کرنا چاہو ادا نہ کر سکو۔اگر کوئی شخص اگلے دن نیوتہ (بیہواری لین دین) کا روپیہ ادا کرنے کیلئے جائے تو ہرگز نہ لیں اور یہ کہیں کہ ہم نے کیا آج کیلئے لینے کے واسطے دیا تھا؟ ہمارے یہاں جب کوئی تقریب ہوگی اس وقت دینا۔سو احادیث میں قرض کے باب میں سخت وعید آئی ہے اس مراد وہی قرض ہے جو بلا حاجت ہو۔خواہ مخواہ بے ضرورت مقروض ہونا بے شک شارع علیہ السلام کی مرضی کے خلاف ہے۔پھر ایک شخص حق واجب سے سبکدوش ہونا چاہتا ہے اور اس کو کوئی شخص گرانبار رکھنے کی کوشش کرے تو یہ اور بھی مذموم ہے۔سو اس نیوتہ کی رسم میں یہ دونوں خرابیاں ہیں۔

ایک لینے والے کے واسطے دوسری دینے والے کے واسطے۔ (اصلاح الرسوم)۔

چھوٹے بچوں کی پرورش سے متعلق ضروری ہدایات وآداب

مفید احتیاط اور تدابیر:

۱۔ بچے کیلئے سب سے بہتر ماں کا دودھ ہے بشرطیکہ مسان (سوکھے) کا مرض نہ ہو اور اگر مسان کا مرض ہو تو سب سے زیادہ نقصان دہ ماں کا دودھ ہے۔ تندرست ماں اگر خالی پستان بھی بچے کے منہ میں دے تو بچے کو فائدہ پہنچتا ہے۔ اگر یہ عادت بنالیں کہ ہر دفعہ دودھ پلانے سے پہلے ایک انگلی شہد چٹا دیا کریں تو بہت مفید ہے۔

۲۔ اگر بچے کو آیا (دوسری عورت) کا دودھ پلانا ہو تو ایسی عورت تجویز کرنا چاہیئے جس کا دودھ اچھا ہو اور وہ عورت جوان ہو اور اس کا دودھ تازہ ہو یعنی اس کا بچہ چھ سات مہینہ سے زیادہ کا نہ ہو اور اس کی عادتیں اچھی ہوں اور وہ دیندار ہو۔ احمق (بے وقوف) بے شرم بدچلن کنجوس لالچی نہ ہو۔ دودھ پلانیوالی کوئی نقصان دہ چیز نہ کھائے۔

۳۔ جب بچہ سات دن کا ہو جائے تو جھولے میں جھلانا اور گیت سنانا اس کو بہت مفید ہے۔ گود میں لیں یا جھولے میں لٹائیں بچے کا سر اونچا رکھیں۔

۴۔ جھولے کی زیادہ عادت بچے کو نہ ڈالیں۔ کیونکہ جھولا ہر جگہ نہیں ملتا اور بہت گود میں بھی نہ رکھیں اس سے بچہ کمزور ہو جاتا ہے۔

۵۔ بچے کو الگ سلائیں اور حفاظت کے واسطے دونوں طرف کی پٹیوں سے دو چارپائیاں ملا کر بچھا دیں یا اس کی دونوں کروٹ دو تکیے رکھ دیں تاکہ گر نہ پڑے اور پاس سلانے میں ڈر یہ ہے کہ شاید سوتے میں کہیں کروٹ کے نیچے دب نہ جائے۔ ہاتھ پاؤں نازک تو ہوتے ہی ہیں۔ اگر صدمہ پہنچ جائے تو کوئی تعجب نہیں۔ ایک جگہ اسی طرح ایک بچہ رات کو دب گیا صبح کو مرا ہوا ملا۔

۶۔ چھوٹے بچے کو عادت ڈالیں کہ وہ سب کے پاس آیا جایا کرے۔ ایک آدمی کے پاس زیادہ جانے سے اگر وہ آدمی خدانخواستہ مر جائے یا کہیں چلا جائے تو بچے کیلئے مصیبت ہو جاتی ہے۔

۷۔ روزانہ بچے کا ہاتھ، منہ، گلا، کان گیلے کپڑے سے خوب صاف کر دیا کریں میل جمنے سے گوشت گل کر زخم پڑ جاتے ہیں۔

۸۔ جب پیشاب یا پاخانہ کرے تو فوراً پانی سے صاف کر دیا کریں۔ خالی کپڑے وغیرہ سے پونچھنے پر بس نہ کیا کریں۔ اس سے بچے کے بدن میں خارش اور سوزش (جلن) پیدا ہو جاتی ہے۔ اگر موسم ٹھنڈا ہو تو پانی ہلکا گرم کر لیں۔

۹۔ جب دودھ چھڑانے کے دن قریب آئیں اور بچہ کچھ کھانے لگے تو اس کا خیال رکھیں کہ کوئی سخت چیز ہرگز نہ چبانے دیں۔ اس سے ڈر ہے کہ دانت مشکل

سے نکلیں اور ہمیشہ کیلئے دانت کمزور رہیں۔

۱۰۔ ایسی حالت میں نہ غذا پیٹ بھر کر کھلائیں نہ پانی زیادہ پلائیں۔اس سے معدہ ہمیشہ کیلئے کمزور ہو جاتا ہے۔اگر ذرا بھی پیٹ پھولا دیکھیں تو غذا بند کر دیں اور جس طرح ہو سکے بچے کو سلا دیں۔اس سے غذا جلدی ہضم ہو جاتی ہے۔

۱۱۔ جب بچہ کھانا کھانے لگے۔انا (کھلانے والی عورت) پر بچے کا کھانا نہ چھوڑیں بلکہ خود اپنے یا اپنے کسی سلیقہ دار معتبر آدمی کے سامنے کھانا کھلایا کریں۔تاکہ بے اندازہ (ضرورت سے زیادہ) کھا کر بیمار نہ ہو جائے۔

۱۲۔ جب کچھ سمجھدار ہو جائے تو اس کو اپنے ہاتھ سے کھانے کی عادت ڈالیں اور کھانے سے پہلے ہاتھ دھلوا دیا کریں اور دائیں ہاتھ سے کھانا سکھلائیں اور اس کو کم کھانے کی عادت ڈلوائیں تاکہ بیماری اور لالچ سے بچا رہے۔

۱۳۔ بچوں کو کسی خاص غذا کی عادت نہ ڈالیں بلکہ موسمی چیزیں سب کھلاتے رہیں تاکہ عادت رہے البتہ بار بار نہ کھلائیں جب تک ایک چیز ہضم نہ ہو جائے، دوسری نہ دیں اور کوئی چیز اتنی نہ کھلائیں کہ ہضم نہ ہو سکے اور کھٹائی زیادہ نہ کھانے دیں خاص طور پر لڑکیوں اور بچوں کو تاکید رکھیں کہ کھانا کھانے اور پانی پینے میں نہ ہنسیں اور نہ کوئی ایسی حرکت کریں جس سے لقمہ یا پانی ناک کی طرف چڑھ جائے اور جس قدر میسر ہو بچوں کو اچھی غذا دیں۔اس عمر میں جو کچھ طاقت بدن میں آجائے گی تمام عمر کام آئے گی خاص کر جاڑوں میں میوہ

تیل کے لڈو کھلایا کریں۔ناریل اور مصری کھانے سے طاقت بھی آتی ہے اور چنونے پیدا نہیں ہوتے اور سوتے میں پیشاب زیادہ نہیں آتا۔

۱۴۔ بچے کو تاکید کر دیں کہ اگر کوئی اس کو کھانے پینے کی چیز دیں تو گھر لا کر ماں باپ کے سامنے رکھ دے، خود ہی نہ کھالے۔

۱۵۔ بچے کو عادت ڈالیں کہ اپنے بڑوں کے علاوہ اور کسی سے کوئی چیز نہ مانگے اور نہ بغیر اجازت کے کسی کی دی ہوئی چیز لے۔

۱۶۔ بچے کو بہت لاڈ پیار نہ کریں ورنہ برباد ہو جائے گا۔

۱۷۔ بچے کو بہت تنگ کپڑے نہ پہنائیں اور بہت گوٹہ کناری بھی نہ لگائیں البتہ عید بقرعید میں مضائقہ نہیں۔

باب نمبر۴

عقیقہ کا بیان

۱۔ عقیقہ کر دینے سے بچے کی سب الا بلا دور ہو جاتی ہے اور آفتوں سے حفاظت رہتی ہے۔

۲۔ جس کی کوئی لڑکا یا لڑکی پیدا ہو تو بہتر ہے کہ ساتویں دن اس کا نام رکھ دے اور عقیقہ کر دے۔

۳۔ عقیقہ کا طریقہ ہے کہ اگر لڑکا ہو تو دو بکریاں اور لڑکی ہو تو ایک بکری یا بڑے جانور میں لڑکے کے واسطے دو حصے اور لڑکی کے واسطے ایک حصہ کر دے اور سر کے بال مونڈ دے اور بالوں کے برابر چاندی یا سونا تول کر خیرات کر دے اور بچے کے سر میں اگر دل چاہے تو زعفران لگا دے۔

۴۔ کسی کو زیادہ توفیق نہیں اسلیئے اس نے لڑکے کی طرف سے ایک ہی بکری کا عقیقہ کیا تو اس کا بھی کچھ حرج نہیں اور اگر بالکل عقیقہ ہی نہ کرے تو بھی کچھ حرج نہیں۔

۵۔ اگر ساتویں دن عقیقہ نہ کرے تو جب کرے ساتویں دن ہونے کا خیال کرنا بہتر اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ جس دن بچہ پیدا ہوا اس سے ایک دن پہلے عقیقہ کر دے۔ یعنی اگر جمعہ کو پیدا ہو تو جمعرات کو عقیقہ کر دے اور اگر جمعرات

کو پیدا ہو تو بدھ کو کرے چاہے جب کرے حساب سے وہ ساتواں دن پڑے گا۔

۶۔ جس جانور کی قربانی جائز نہیں اس کا عقیقہ بھی درست نہیں اور جس کی قربانی درست ہے اس کا عقیقہ بھی درست ہے۔

عقیقہ کا گوشت چاہے کچا تقسیم کر دے، چاہے پکا کر بانٹے، چاہے دعوت کر کے کھلا دے سب درست ہے اور عقیقہ کا گوشت باپ، دادی، دادا، نانا، نانی وغیرہ سب کو کھلانا درست ہے۔ (بہشتی زیور)۔

عقیقہ کی مشروعیت اور اس کی حکمت

اہل عرب اپنی اولاد کا عقیقہ کیا کرتے تھے۔ عقیقہ میں بہت سی مصلحتیں تھیں۔ اس لئے آنحضرت ﷺ نے اس کو برقرار رکھا۔ خود بھی اس پر عمل کیا اور دوسروں کو بھی اس کی ترغیب دی۔

۱۔ عقیقہ کی مصلحتوں میں سے ایک مصلحت یہ ہے کہ اولاد کے نسب کی اشاعت ہوتی ہے۔

۲۔ نیز اس میں سخاوت کی معنی پائے جاتے ہیں۔

۳۔ نصرانیوں میں جب کسی کے بچہ پیدا ہوتا تھا تو زرد پانی سے رنگا کرتے تھے کہ اس کی وجہ سے بچہ نصرانی ہو جاتا ہے۔ پس مناسب معلوم ہوا کہ ملت حنفیہ یعنی دین محمدی میں ان کے اس فعل کے مقابلہ میں کوئی ایسا فعل پایا جائے جس سے اس لڑکے کا

حنفی اور ملت ابراہیمی کا تابع ہونا معلوم ہو۔ (الصالح العقلیہ)۔

ساتویں روز سے پہلے عقیقہ نہ ہونے کی وجہ

عقیقہ ساتویں روز کی تخصیص اس لئے کہ ولادت اور عقیقہ میں کچھ فاصلہ ہونا ضروری ہے کیونکہ پورا خاندان زچہ بچہ کی خبر گیری میں مصروف رہتا ہے۔ پس ایسے وقت میں یہ مناسب نہیں ہے کہ ان کو عقیقہ کا حکم دے کر ان کا کام اور زیادہ کر دیا جائے۔

اور نیز بہت سے لوگوں کو اسی وقت بکرے دستیاب نہیں ہوسکتے بلکہ تلاش کرنے کی حاجت ہوتی ہے۔ اگر پہلے ہی روز عقیقہ مسنون کیا جائے تو لوگوں کو وقتی (پریشانی) ہو۔ لہذا سات روز کا فاصلہ ایک کافی مدت ہے۔

اور ساتویں روز نام رکھنے کی وجہ یہ ہے کہ اس سے پہلے لڑکے کا نام رکھنے کی کیا ضرورت ہے۔ بلکہ نام رکھنے میں بھی مہلت چاہیے تا کہ خوب غور وفکر کے بعد اچھا سا نام رکھا جائے۔ ایسا نہ ہو کہ عجلت میں کوئی خراب نام مقرر کردیں۔

(المصباح العقلیہ ص ۲۴۸)۔

لڑکے میں دو بکرے اور لڑکی میں ایک بکرا ہونے کی حکمت

آنحضرت ﷺ ارشاد فرماتے ہیں۔

عن الغلام شاتان وعن الجارية شاة.

یعنی لڑکے کی طرف سے دو بکریاں اور لڑکی کی طرف سے ایک بکری عقیقہ میں دینی چاہیے۔

اس کا سبب یہ ہے کہ لوگوں کے نزدیک لڑکیوں کے بہ نسبت لڑکوں کا نفع زیادہ ہے۔ لہذا (لڑکے کے لئے) دو کا ذبح کرنا زیادتی اور اس کی عظمت کے مناسب ہے۔

ابن قیمؒ لکھتے ہیں کہ لڑکے کیلئے دو اور لڑکی کیلئے ایک بکری سے عقیقہ کرنے کی وجہ یہ ہے کہ لڑکے کو لڑکی پر فضیلت ہے اور جب لڑکے کے وجود سے والد پر نعمت کا کمال اور سرور وخوشی زیادہ ہوتی تو اس پر مزید شکر واجب ہے۔ کیونکہ جب نعمت زیادہ ملتی ہے تو زیادہ شکر کرنا لازم ہوتا ہے۔

مسئلہ: لڑکے کیلئے دو بکریاں اور لڑکی کیلئے ایک اور اگر بڑے جانور میں حصہ لے تو لڑکے کیلئے دو حصے اور لڑکی کیلئے ایک حصہ لے۔ اگر کسی کو زیادہ توفیق نہیں اس لئے اس لڑکے کی طرف سے ایک ہی بکری ذبح کی تو بھی جائز ہے۔ (اصلاح الرسوم)۔

بچے کے سر کے بال کے برابر چاندی صدقہ کرنا

آنحضرت ﷺ نے حضرت فاطمہؓ سے حضرت حسینؓ کے متعلق فرمایا کہ:

"اے فاطمہ اس کے سر کر بالوں کو منڈوا دو اور ہم وزن اس کے بالوں

کے (یعنی بالوں کے وزن کے مطابق) چاندی خیرات کردو"۔

چاندی خیرات کرنے کی وجہ یہ ہے کہ بچے کی حالت جنین سے منتقل ہو کر طفولیت کی طرف آنا (یعنی ماں کے پیٹ سے باہر آکر دودھ پینے والا بچہ ہو جانا) اللہ تعالیٰ کی نعمت ہے تو اس پر شکر کرنا واجب ہے اور بہترین شکر یہ ہے کہ اس کے بدلہ میں کچھ دیا جائے۔ اور جنین (وہ بچہ جو ماں کے پیٹ میں ہوتا ہے اس) کے بال جنین کا بقیہ نشان تھے۔ ان (بالوں) کا دور ہونا دودھ پیتے بچے کے نشان کے استقبال کی نشانی ہے۔ اس لئے واجب ہوا کہ ان کے بدلہ میں چاندی دی جائے۔

اور چاندی کی خصوصیت اس وجہ سے ہے کہ سونا بہت گراں ہوتا ہے۔ مالداروں کے سوا اور کسی کو دستیاب نہیں ہوتا اور دوسری چیزیں بہت کم قیمت کی ہیں۔ چاندی درمیانی ہے اسلئے چاندی صدقہ کرنے کا حکم ہوا۔ (اغلاط العوام)۔

تنبیہ:

۱۔ بعض عوام یہ ضروری سمجھتے ہیں کہ عقیقہ کے جانور کی ہڈیاں نہ توڑی جائیں اور سری حجام کو دیں۔ یہ باتیں واجب نہیں کبھی کبھی اس کے خلاف بھی کرنا چاہئے تاکہ عوام ضروری نہ سمجھیں۔

۲۔ بعض عوام کا عقیدہ ہے کہ عقیقہ کے جانور کا گوشت باپ، دادا، نانا، نانی کو نہیں کھانا چاہئے۔ شریعت میں اس کی کوئی اصل نہیں۔

عین ذبح کے وقت بچے کے سر کے بال مونڈنا ضروری ہے

ایک یہ بھی رسم ہے کہ جس وقت بچے کے سر پر استرہ رکھا جائے تو فوراً اسی وقت بکرا ذبح ہو۔ یہ بھی محض لغو ہے۔ شریعت میں چاہئے سر مونڈنے کے کچھ دیر بعد ذبح کرے یا ذبح کر کے سر منڈائے، سب درست ہے۔ غرضیکہ اس دن یہ دونوں کام ہو جانے چاہئیں۔

عقیقہ کے موقع پر بال مونڈتے وقت لین دین کی رسم

برادری اور خاندان کے لوگ جمع ہو کر سر مونڈنے کے بعد کٹوری (یا کسی برتن تھالی جھولی وغیرہ) میں بطور نوتہ کے کچھ نقد (روپیہ پیسہ) ڈالتے ہیں۔ جو نائی کا حق سمجھا جاتا ہے اور عرفاً یہ اس گھر والے کے ذمہ فرض سمجھا جاتا ہے کہ ان دینے والوں کے یہاں کوئی کام پڑے تب ادا کیا جائے جس کا ایسے ہی موقع پر ادا کرنا ضروری ہے۔ (اور اس میں ایسا التزام کہ) اگر پاس نہ ہو تو قرض لو، گو سودی ملے جو سراسر شریعت کے خلاف ہے، اس کے سوا اس میں اور بھی کئی خرابیاں ہیں۔ مثلاً دینے والے کی نیت خراب ہونا۔ کیونکہ یہ یقینی بات ہے کہ بعض وقت گنجائش نہیں ہوتی اور دینا گراں گزرتا ہے، مگر صرف اس وجہ سے کہ نہ دینے میں شرمندگی ہوگی، لوگ بدنام

کریں گے، طعنہ دیں گے، مجبور کر دینا پڑتا ہے۔ اس کو ریا نمود کہتے ہیں اور شہرت و نمود (دکھلاوے) کیلئے مال خرچ کرنا حرام ہے۔

اس طرح لینے والے کی خرابی یہ ہے کہ یہ دینا فقط تبرع اور احسان ہے اور احسان میں جبر زبردستی کرنا حرام ہے اور یہ بھی زبردستی ہے کہ اگر نہ دے تو ملعون ہو (یعنی لوگ طعنہ دیں) بدنام ہو۔ خاندان بھر میں نکو بنے اور اگر کوئی خوشی سے دے تب بھی شہرت اور ناموری کی نیت ہونا یقینی ہے۔ جس کی ممانعت قرآن وحدیث میں صاف مذکور ہے۔ بہتر طریقہ یہ ہے کہ اگر دینا ہی منظور ہو تو کسی دوسرے موقع پر خفیہ طور پر دے دیا جائے۔ (بہشتی زیور)۔

سسرال والوں کی طرف سے جوڑے وغیرہ دینے کی رسم

بچے کو ننھیال کی طرف سے کچھ نقد یا پارچہ (جوڑے اور غلہ) دیا جاتا ہے۔ جس کو عرف میں بھات کہتے ہیں۔۔۔ بڑی خرابی اس میں یہ ہے کہ خواہ اس موقع پر ننھیال والوں کے پاس ہو یا نہ ہو ہزار جتن کر و سودی قرض لو۔ کوئی چیز گروی رکھو۔۔۔ غرض کچھ بھی ہو مگر یہاں کا سامان ضرور ہو۔ اب فرمائیے، جبکہ ایک غیر ضروری کام بلکہ معصیت (گناہ) کا ایسا اہتمام ہو کہ فرائض واجبات کا بھی وہ اہتمام نہ ہو۔ یہ حدود شرعیہ سے زیادتی ہے یا نہیں۔

اور ایک بڑی خرابی اس میں یہ ہے کہ اس میں نیت بھی وہی شہرت اور تفاخر اور بدنامی سے بچنے کی ہوتی ہے۔ جس کا حرام ہونا بار بار ذکر ہو چکا ہو۔ بعض حضرات کہتے ہیں کہ اپنے عزیزوں اور رشتہ داروں سے سلوک کرنا عبادت ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ صلہ رحمی اور سلوک کرنا منظور ہوتا ہے تو رسم کی پابندی کے بغیر جب ان کو حاجت ہوتی تب ان کی خدمت کرتے اب تو عزیزوں پر خواہ فاقے گزر جائیں خبر بھی نہیں لیتے۔ (اور ایسے مواقع میں) اپنے نام ونمود کیلئے، صلہ رحمی کی تاویل سوجھنے لگی۔

(اصلاح الرسوم)۔

باب نمبر ۵

ختنہ کا بیان

ختنہ کا مسنون طریقہ

۱۔ جب بچے میں برداشت کی قوت دیکھی جائے تو چپکے سے نائی کو بلا کر ختنہ کرادیں۔

۲۔ جب اچھا ہو جائے تو غسل کرادیں۔

۳۔ اگر گنجائش ہو اور بار بھی نہ ہو اور پابندی بھی نہ کرے اور شہرت و نمود اور طعن و بدنامی کا بھی خیال نہ ہو، شکریہ میں دو چار اعزہ واحباب یا دو چار مسکینوں کو جو میسر ہو کھلا دے۔ اللہ اللہ خیر صلہ۔ لیکن بار بار ایسا بھی نہ کرے ورنہ پھر وہی رسم پڑ جائے گی۔

(اصلاح الرسوم)۔

ختنہ وغیرہ کی تقریب میں بچوں کے نام سے کچھ دیئے جانے کا مسئلہ

مسئلہ: ختنہ وغیرہ کسی تقریب میں چھوٹے بچوں کو جو کچھ دیا جاتا ہے اس سے خاص اس بچہ کو دینا مقصود نہیں ہوتا بلکہ ماں باپ کو دینا مقصود ہوتا ہے۔ اس لئے وہ سب

نیوتہ بچے کی ملکیت نہیں بلکہ ماں باپ اس کے مالک ہیں جو چاہیں سو کریں۔ البتہ اگر کوئی شخص خاص بچے ہی کو کوئی چیز دے تو پھر وہی بچہ اس کا مالک ہے اگر بچہ سمجھدار ہے تو خود اسی کا قبضہ کر لینا کافی ہے۔ جب قبضہ کر لیا تو مالک ہو گیا۔ اگر بچہ قبضہ نہ کرے یا قبضہ کرنے کے لائق نہ ہو تو اگر باپ ہو تو اس کے قبضے کر لینے سے اور اگر باپ نہ ہو تو دادا کے قبضہ کر لینے سے بچہ مالک ہو جائے گا اور اگر باپ دادا موجود نہ ہوں تو بچہ جسکی پرورش میں اس کو قبضہ کرنا چاہیے۔ (بہشتی زیور)۔

ختنہ کے موقع پر لوگوں کو اہتمام سے بلانا

(ختنہ کے موقع پر) لوگوں کو آدمی اور خطوط بھیج کر بلانا بالکل سنت کے خلاف ہے۔ مسند احمد میں حسن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ کو کسی نے ختنہ میں بلایا۔ آپ نے تشریف لے جانے سے انکار کر دیا۔ آپ سے اس کی وجہ دریافت کی گئی تو آپ نے جواب دیا کہ ہم لوگ عہد رسول اللہؐ میں (ختنہ میں) نہ جاتے تھے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ شریعت میں جس چیز کا اعلان ضروری نہیں اس کیلئے لوگوں کو جمع کرنا اور بلانا سنت کے خلاف ہے۔ یعنی جس کام کیلئے لوگوں کو بلانا سنت سے ثابت نہیں اس کیلئے بلانے کو صحابہ نے ناپسند فرمایا اور جانے سے انکار کیا اور وجہ اس کہ یہ ہے کہ بلانا اہتمام کی دلیل ہے تو شریعت نے جس چیز کا اہتمام نہیں کیا اس کا اہتمام کرنا دین میں ایجاد کرنا ہے۔

اسی وجہ سے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے جب لوگوں کو چاشت کی نماز کیلئے مسجد میں جمع دیکھا تو براہ انکار اس کو بدعت فرمایا اور اسی بناء پر فقہاء نے نفلی جماعت کو مکروہ کہا ہے۔

اس میں بہت سی رسمیں آگئیں۔ جن کیلئے لمبے چوڑے اہتمام ہوتے ہیں۔

(اصلاح الرسوم ص ۴۰، بہشتی زیور ص ۱۴)

ختنہ کی دعوت

فرمایا، میرے ایک عزیز ہیں اس کے لڑکے کا ختنہ ہے۔ چونکہ عزیزوں (رشتہ داروں) کو زور ہوتا ہے اس لئے انہوں نے کہا کہ ضرور آنا پڑے گا۔ میں نے کہا کہ میں اصلاح الرسوم میں منع لکھ چکا ہوں اور حدیث بھی لکھی ہے کیسے جا سکتا ہوں۔ کہیں گے تو ضرور کہ روکھا ہے۔۔۔ لیکن عزیزوں سے بھی یہی کرنا پڑتا ہے۔

(حسن العزیز ص ۵۲۷)

فرمایا، ایک مرتبہ ایک شیعہ کے یہاں سے ختنہ کی تقریب پر ہمارے یہاں کھانا آیا۔ میں نے اس تحریر کے ساتھ اس کو واپس کر دیا کہ ہمارے فقہ میں اطعمہ (مسنون دعوت کے کھانوں) کی فہرست موجود ہے اور یہ کھانا اس فہرست سے خارج ہے۔ لہذا مجھے معذور سمجھیں۔ میں اس قسم کا کھانا اپنے اعزہ واقرباء (رشتہ داروں) سے بھی قبول نہیں کرتا۔ بحمد اللہ اس جواب سے کوئی شکایت نہیں ہوئی۔

(ملفوظات حکیم الامت ملحقہ دعوت عبدیت ص ۱۴)

ختنہ میں اخفاء بہتر ہے یا اعلان واظہار

سوال: اصلاح الرسوم میں ختنہ کے اعلان اور اس کیلئے تداعی (اہتمام سے بلانے) کو منع کیا ہے اور مدخل میں مذکر کے ختنہ کو اظہار اور لڑکی کے ختنہ کے اخفاء کو سنت کہا ہے۔

جواب: اصلاح الرسوم میں ممانعت کی دلیل بھی لکھی ہے۔ اس لئے اس پر عمل متروک نہ ہوگا۔ اس دلیل میں مطلق ختان وارد ہے۔ لہذا حکایۃ فعل پر بھی محمول نہ کیا جائے۔ باقی "مدخل" میں جس اظہار کو مسنون کہا ہے وہ بمعنی عدم اخفاء ہے۔ مطلب یہ کہ اخفاء (چپکے سے ہونے) کا اہتمام نہ کیا جائے۔ چنانچہ اس کے بالمقابل اخفاء ختان جاریہ (لڑکی کے ختنہ کو خفیہ رکھنا) اس کا قرینہ ہے تو اس سے اعلان بمعنی اہتمام تداعی (یعنی اہتمام سے بلانے کا) جائز ہونا لازم نہیں آتا۔ (امداد الفتاویٰ ص ۲۳۹)

ختنہ کی دعوت میں شرکت سے متعلق

حضرت تھانوی رح کا دلچسپ واقعہ

فرمایا کہ قصبہ رام پور میں ایک مالدار مولوی صاحب کے لڑکے کا ختنہ تھا۔ سب حضرات بھی اس میں مدعو تھے۔ مجھ کو بھی بلایا گیا تھا۔ میں بھی چلا گیا۔ میں نے پہلے سے طے کر لیا تھا کہ میں قاضی انعام الحق صاحب کے مکان پر ٹھہروں گا اور

اس کی وجہ (بطور حیلہ) کے میں نے یہ بیان کی تھی کہ مجمع میں بعض بڑے لوگ ہوں گے میں ان کے ادب میں رہوں گا اور بعض لوگ چھوٹے ہوں گے وہ میرے ادب میں رہیں گے۔ نہ مجھ کو راحت ملے نہ ان کو۔ اور اس تقریب میں حضرت مولانا محمود الحسن صاحب اور حضرت مولانا خلیل احمد صاحب بھی تشریف لائے تھے۔ میں قاضی انعام الحق صاحب کے مکان پر ٹھہرا۔ عشاء کے وقت میں نے دیکھا کہ نائی عام بلاوہ دیتا پھرتا ہے۔ میں نے دریافت کیا کہ یہ بلاوا کیسا ہے؟ اس نے کہا کہ تمام برادری کی دعوت ہے۔ میں کھٹک گیا کہ گڑبڑ معاملہ ہے اور بظاہر تفاخر ہے اور اس کے ساتھ ہی یہ خیال ہوا کہ میں تو اصلاالرسوم میں منع لکھ چکا ہوں اگر شرکت کی تو کتاب کا خاک اثر نہ رہے گا۔ اس لئے میں خود سوچ کر تجویز کیا کہ میں قاضی انعام صاحب کے باغ میں جاتا ہوں۔ وہاں کسی کا خیال ہی نہ جائے گا اور میں شریک ہونے سے بچ جاؤں گا اور شریک نہ ہوں گا۔ گو اس میں مجھ کو بعض کلفتیں ہوں گی مگر کچھ بھی ہو شرکت کرنا مناسب نہیں اور اس زمانہ میں بھی تصانیف کا کام کر رہا تھا۔ سفر میں تصنیف کا سامان بھی ساتھ رکھتا تھا اس وقت بھی ضروری سامان تھا۔ اس کو لے کر اخیر شب میں باغ میں پہنچ گیا۔۔۔لوگوں نے مختلف سڑکوں پر بھی ڈھونڈا۔ مگر میں کہاں تھا؟ وہ سب ڈھونڈتے رہ گئے۔ میں ریل کے وقت باہر سٹیشن پہنچ گیا۔ سٹیشن پر مولوی معین الدین صاحب ملے وہ بھی اس تقریب میں شرکت کیلئے آئے تھے۔ کہنے لگے میں تو تم سے لڑنے آیا تھا یہ انہوں نے اس وجہ سے کہا کہ انہوں نے بھی ایک تقریب میں مدعو کیا تھا۔ میں نے

انکار کر دیا تھا۔ کہنے لگے کہ میں سوچ کر چلا تھا کہ غریب آدمیوں کے یہاں شرکت کے انکار کرتے ہو اور امیروں کے یہاں شرکت کرتے ہو، مگر جب تم کو نہ پایا تو اب لڑائی کی گنجائش نہ رہی اور کہنے لگے کہ تم ہی شریک نہ ہوئے تو اب میں بھی شریک نہ ہوں گا۔

یہاں ایک لطیفہ یہ ہوا کہ میں قرآن شریف سورہ نمل پڑھ رہا تھا اس میں ہد ہد کا قصہ آیا۔ میں نے ایک دوست کو بلا کر کہا کہ دیکھو تو قرآن شریف میں میرے اس واقعہ کی نظیر اور تائید ان آیات میں موجود ہے۔

وتفقد الطیر فقال مالی لا اریٰ الھدھد ام کان من الغائبین لا عذبنه عذاباً شدیداً (الایة).

جیسے وہاں ہد ہد کی تلاش شروع ہوئی تھی، میری بھی تلاش ہوئی، ہمارے محاورہ میں ہدہد بیوقوف کو کہتے ہیں اور میں بھی بے وقوف سا تھا۔

ہدہد سلیمان علیہ السلام کے لشکر سے غائب ہوا۔ میں بھی اس تقریب کے مجمع سے غائب ہو گیا تھا۔ اس کی سزا عذاب اور ذبح تجویز کی گئی تھی۔ مجھ کو بھی بُرا بھلا کہا گیا۔ ملامت کی گئی یہ بھی ذبح نفس ہے۔

ہدہد نے ایک ایسی چیز کی خبر دی تھی جس کا علم حضرت سلیمان علیہ السلام کو نہ تھا۔ اس سے معلوم ہو کہ کسی واقعہ حسیہ کا علم اگر ناقص کو ہو کامل کو نہ ہو تو ممکن ہے۔ اسی طرح اگر عوام کے مفاسد کی مجھ کو خبر ہو اور اکابر کو نہ ہو تو بعید نہیں اور جیسے وہاں بلقیس

عورت کی سلطنت تھی ایسے ہی یہاں پر بھی عورتوں کی حکومت تھی۔ جن کی وجہ سے یہ رسمیں ہوئیں۔

اور حسیات میں کسی کے علم کا زیادہ ہونا یہ کوئی کمال نہیں۔ جزئی واقعات میں ممکن ہے کہ چھوٹوں کا علم بڑوں سے بڑھا ہوا ہو۔ سو جیسے اس علم سے سلیمان علیہ السلام پر ہدہد کو فضیلت نہیں ہو سکتی۔ ایسے ہی مجھ کو بھی اپنے اکابر پر فضیلت نہیں ہو سکتی۔ البتہ ہمارے حضرات علوم مقصودہ میں بڑھے ہوئے ہیں اور یہ علوم مقصودہ میں سے نہ تھا۔

(الاضافات الیومیہ ص ۳۶۷)

بالغ ہونے کے بعد ختنہ کرانا

بالغ ہونے کے بعد بھی ختنہ کا حکم ہے اور اس میں شرط یہ ہے کہ وہ اس کا تحمل (یعنی برداشت) بھی کر سکے ورنہ چھوڑ دیا جائے گا۔ ختنہ کی ضرورت سے اس کے بدن کو دیکھنا اور ہاتھ لگانا سب جائز ہے۔ (امداد الفتاویٰ ص ۲۴۰)

ضروری تنبیہ

ختنہ کے وقت بعض موقع پر لڑکا بالغ ہونے کے قریب ہوتا ہے۔ جس کا پوشیدہ بدن دیکھنا ختنہ کرنے والوں کے علاوہ دوسروں کو بلا ضرورت دیکھنا حرام ہے لیکن سب بے تکلف دیکھتے ہیں اور گنہگار ہوتے ہیں اور ان گناہوں کا سبب یہ بلانے والا ہوتا ہے۔ (اصلاح الرسوم ص ۴۴)۔

لڑکیوں کے ناک کان چھدوانا

زیور کے شوق میں لڑکیوں کی ساری مصیبتیں آسان ہوتی جاتی ہیں۔ یعنی کان چھدوانے میں کتنی تکلیف ہوتی ہے مگر لڑکیاں ہنسی خوشی سب کام کرا لیتی ہیں۔ بلکہ اگر کوئی ان سے یہ کہے کہ کان چھدوا کر کیا لوگی خواہ مخواہ تکلیف اپنے سر مول لیتی ہو کان مت چھدواؤ تو اس سے لڑنے کو تیار ہو جاتی ہیں۔

میرے ایک دوست ہیں ان کو اپنی لڑکی سے بہت محبت تھی۔ ایک دن وہ مجھ سے کہنے لگے کہ اگر میں اس بچی کے کان نہ چھدواؤں تو کچھ حرج تو نہیں ہے؟ مجھے اس کی تکلیف سے بہت تکلیف ہوتی ہے۔

میں نے کہا کچھ حرج نہیں۔ یہ خبر کہیں اس لڑکی کو پہنچ گئی۔ مجھ پر بڑی خفا ہوئی کہ اپنی بیوی بہن کو نہیں دیکھتے۔ یہ مسئلہ میرے ہی واسطے نکالا ہے۔

(الکمال فی الدین للنساء ص ۸۳)

ایک صاحب نے ناک چھدوانے کے متعلق دریافت کیا۔ فرمایا کہ اس کے متعلق صاحب درمختار نے لکھا ہے کہ لــــم اره (میں نے اس کی کہیں تصریح نہیں دیکھی) اور شامی نے اس کو کان پر قیاس کر کے جائز لکھا ہے۔ یعنی چونکہ کان اور ناک میں بظاہر کوئی فرق نہیں اور کان کے متعلق نص ہے۔ اس لئے اس کو بھی جائز کہا جائے گا لیکن ناک چھدوانا خلاف اولیٰ ہے۔ (دعوات عبدیت مقالات حکمت ص ۶۹)

کان ناک چھیدنے کا حکم

کان ناک چھیدنا جیسا کہ ہندوستان میں رائج ہے ثابت ہے یا نہیں؟

فرمایا: کان کی صرف لو چھیدنا ثابت ہے اور ناک چھیدنا ثابت نہیں۔ بلاق تو بہت ہی بُرا معلوم ہوتا ہے۔

خواجہ صاحب نے پوچھا، میں اپنی لڑکی کے ناک کان چھدواؤں یا نہیں؟

فرمایا، جائز تو ہے اور یہ بات بھی قابل غور (اور قابل لحاظ) ہے کہ بڑے ہو کر خود اس کو یہ حسرت نہ ہو کہ میرے ناک، کان کیوں نہ چھدے۔ (احسن العزیز)

چھوٹے بچوں کو چھیڑ چھاڑ کرنے کا حکم

لڑکوں کو چھیڑنے کے متعلق میں نے یہ سمجھا ہے کہ کبھی تو ان کو واقعی (اس چھیڑ چھاڑ قلبی) تکلیف ہوتی ہے۔ تو ایسا چھیڑنا تو جائز نہیں (خواہ ماں باپ ہی کیوں نہ چھیڑیں) اور کبھی تکلیف نہیں ہوتی اور وہ ناز سے تکلیف ظاہر کرتے ہیں۔ اس میں گنجائش معلوم ہوتی ہے۔ (احسن العزیز ص ۷۰۷)

اولاد کے واسطے دعا

ہم کو حضرت ابراہیم علیہ السلام سے سبق لینا چاہئے کہ انہوں نے جہاں، اپنی اولاد کیلئے دنیاوی نفع کی دعا کی ہے۔

وارزق اهله من الثمرات من آمن منهم با لله وليوم الاخر.

اور روزی دے اس کے رہنے والوں کو پھلوں کی قسم سے ان لوگوں میں سے جو ایمان لائے اللہ پر اور قیامت کے دن پر۔

وہاں اس دینی نفع کی بھی دعا کی ہے۔

ربنا وابعث فيهم رسولا منهم.

ترجمہ: اے ہمارے پروردگار! بھیج ان میں ایک رسول جو انہی میں سے ہو۔ ابراہیم علیہ السلام نے جیسے دنیا کیلئے دعا کی ویسے ہی آخرت کیلئے بھی دعا کی۔

ابراہیم علیہ السلام نے اپنی ذریۃ کیلئے جو دعا کی اس سے گویا ہم کو یہ سبق سکھلایا کہ اپنی اولاد کیلئے دنیا سے زیادہ اہتمام دین کا کرنا چاہئے اور اولاد عام ہے۔ اولاد حقیقی ہو یا مذہبی بلکہ اولاد حقیقی بھی جب ہی اولاد ہوتی ہے جب کہ اتباع کرے۔۔۔ انبیاء کی اولاد بھی وہی مقبول ہے جو انبیاء کی پیروی کرتی ہو (انبیاء کے نقش قدم پر چلتی ہو)۔

اب ہم کو سبق لینا چاہئے اور دیکھنا چاہئے کہ ہم کہاں تک اپنی اولاد کے حق میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے طریقے پر چلتے ہیں۔

میں یہ نہیں کہتا کہ لوگ اپنی اولاد کے حقوق ادا نہیں کرتے۔ لیکن یہ ضرور ہے کہ زیادہ توجہ محض دنیا پر ہے۔ اس کی زیادہ کوشش ہوتی ہے کہ اولاد چار پیسے کمانے کے قابل ہو جائے اور جب اس قابل بنا دیتے ہیں تو سمجھتے ہیں کہ ہم ان کے وجب حقوق ادا کر چکے۔ آگے اپنی اصلاح یہ خود کر لیں گے اور وجہ اس کی زیادہ تر یہ ہے کہ

لوگوں کے دلوں سے دین کی وقعت بالکل نکل گئی ہے۔ اس لئے ہمہ تن دنیا پر جھک پڑے ہیں۔

اولاد کے نیک ہونے اور بُری اولاد سے بچنے کی اہم دعائیں

رب اجعلنی مقیم الصلوٰۃ ومن ذریتی ربنا وتقبل دعاء.

اے میرے رب مجھے اور میری نسل کو بھی نماز قائم کرنے والا بنادے۔

ربنا هب لنا من ازواجنا و ذریتنا قرۃ اعین و جعلنا للمتقین اماما.

اے ہمارے رب ہماری بیویوں اور اولاد کی طرف سے آنکھوں کی ٹھنڈک عطا فرمائیے۔ اور ہم کو متقیوں کا مقتدا کر دیجئے۔

اللهم اصلح لی فی ذریتی انی تبت الیک وانی من المسلمین.

اور صلاحیت دے میری اولاد میں، میں نے تیری طرف رجوع کیا اور میں فرمانبرداروں میں سے ہوں۔

اللهم بارک لنا فی ازواجنا و ذریتنا وتب علینا انک انت التواب الرحیم.

اے اللہ برکت دے ہماری بیبیوں میں اور ہماری اولاد میں اور ہماری توبہ قبول کر، کیونکہ تو ہی توبہ قبول کرنے والا ہے۔

اللهم انی اسئلک من صالح ماتؤتی الناس من المال والاهل والوالد غیر ضال ولا مضل.

اے اللہ میں تجھ سے اچھی چیز کا سوال کرتا ہوں جو تو لوگوں کو دے مال ہو یا بیوی، یا اولاد کہ نہ گمراہ ہوں اور نہ گمراہ کرنے والے۔

اللهم انی اعوذ بک من ولد یکون علی و بالاً.

اے اللہ! میں تیری پناہ چاہتا ہوں ایسی اولاد سے جو مجھ پر وبال ہو۔

باب نمبر۶

تربیت کا بیان

اولاد کو نیک بنانے کی پہلی منزل بچے پر ماں باپ کے اخلاق وعادات کا اثر

بچے اکثر ماؤں کی گود میں پلتے ہیں جو مرد ہونے والے ہیں اور ان پر ماؤں کے اخلاق وعادات کا بڑا اثر ہوتا ہے۔حتیٰ کہ حکماء کا قول ہے کہ جس عمر میں بچہ عاقل ہیولانی کے درجہ سے نکل جاتا ہے تو گو وہ اس وقت بات نہ کر سکے، مگر اس کے دماغ میں ہر بات اور ہر فعل نقش (جم) ہو جاتا ہے۔اس لئے اس کے سامنے کوئی بات بھی بے جا اور نازیبا نہیں کرنی چاہیئے۔

بلکہ بعض حکما نے لکھا ہے کہ بچہ جس وقت ماں کے پیٹ میں جنین ہوتا ہے اس وقت بھی ماں کے افعال کا اثر اس پر پڑتا ہے۔اس لئے حکماء الٰہی نے یہ کہا ہے کہ ماں کو لازم ہے کہ حمل کے زمانہ میں نہایت تقویٰ وطہارت سے رہے۔کیونکہ حمل کی حالت میں بھی اس کے افعال کا اثر جنین (بچہ) پر ہوتا ہے۔

(التبلیغ ص۱۴،۱۶۴ الاستماع والاتباع)۔

ایک حکایت

اس کے متعلق ایک حکایت سنی ہے گو کتابی نہیں ہے لیکن سمجھانے کے واسطے اس کو بطور مثال بیان کرتا ہوں وہ یہ کہ ایک مرد وعورت بہت نیک تھے مگر ان کا بچہ نہ ہوتا تھا۔بڑی دعاؤں اور امیدوں کے بعد حمل ٹھہرا اور بچے کی امید ہوئی تو دونوں نے عہد کیا کہ دونوں زمانہ حمل میں احتیاط وتقویٰ سے رہیں۔مرد نے بھی بہت احتیاط کی۔تا کہ اس کے افعال کا اثر عورت پر نہ پڑے اور اس عورت کا اثر جنین (بچہ) پر نہ پڑے۔چنانچہ بڑی احتیاط کے بعد بچہ پیدا ہوا اور اس میں نیکی وصلاح کے آثار ظاہر تھے۔جیسے جیسے بڑھتا گیا نیکی کے آثار ہوتے گئے۔

ایک مرتبہ وہ ہوشیار ہو کر باپ کیساتھ بازار جا رہا تھا کہ ایک کنجڑے کے ٹوکرے میں سے ایک بیر اٹھا کر کھالیا۔مرد کو حیرت ہوئی کہ یہ بات اس میں کہاں سے آئی۔گھر آ کر تلوار نکال لی اور بیوی سے دھمکا کر پوچھا کہ بتلاؤ، اس میں یہ عیب کہاں سے آیا۔معلوم ہوتا ہے کہ تو نے حمل کے زمانہ میں کسی کی چوری کی ہے۔عورت نے کہا کہ تلوار کو نیام میں ڈالدو میں سوچ کر بتلاؤں گی۔پھر سوچ کر بتلا دیا کہ ہاں ہمارے پڑوسی کی بیری کی ایک شاخ ہمارے گھر میں لٹک رہی ہے اس سے ایک بیر توڑ کر میں نے کھالیا تھا۔کیونکہ میں نے غلطی سے اس کو چوری نہیں سمجھا۔

جب جنین (ماں کے پیٹ میں بچہ پر) ہماری حرکتوں کا اثر ہوتا ہے تو ہوشیار بچوں کی طبیعت پر کیوں نہ اثر ہوگا۔گو وہ بات نہ کر سکتے ہوں مگر اثر ہر بات کا

لیتے ہیں ۔اس واسطے اولاد کی اصلاح کیلئے عورتوں کی تعلیم کا اہتمام نہایت ضروری ہے۔ (التبلیغ وعظ الاستماع والاتباع ص ۱۶۶،۱۴)۔

پس اولاد نیک ہونے کیلئے پہلے درجہ تو یہ ہے کہ والدین خود نیک بنیں۔ (حقوق البیت ص ۵۶)

اولاد کو نیک بنانے کا دوسرا درجہ

دوسرا درجہ یہ ہے کہ اولاد کے پیدا ہونے کے بعد اس کے سامنے بھی کوئی بیجا حرکت نہ کریں ۔اگر چہ وہ بالکل ناسمجھ بچہ ہو۔ کیونکہ حکماء نے لکھا ہے کہ بچہ کے دماغ کی مثال پریس جیسی ہے کہ جو چیز اس کے سامنے آئی ہے وہ دماغ میں منقش ہوجاتی ہے۔ پھر جب اس کو ہوش آتا ہے تو وہی نقوش اس کے سامنے آجاتے ہیں اور وہ ایسے ہی کام کرنے لگتا ہے جیسے اسکے دماغ میں پہلے ہی سے منقش تھے۔

غرض یہ مت سمجھو کہ یہ تو ناسمجھ بچہ ہے یہ کیا سمجھے گا یاد رکھو جو بھی کام تم اس کے سامنے کروگے ان سے اس کے اخلاق پر ضرور اثر پڑے گا۔

حکماء نے لکھا ہے کہ دودھ پیتا بچہ جو کچھ بھی سمجھ نہیں رکھتا اس کے سامنے بھی نامناسب کام نہ کرے تاکہ اس کے متخیلہ (دل ودماغ) پر ان افعال کا اثر نہ ہو۔ بلکہ یہاں تک لکھا ہے کہ جنین (بچہ کے ماں کے پیٹ میں) ہونے کی حالت میں بھی ماں کو اچھے اور پاکیزہ خیال رکھنا چاہئیے۔اس کا بھی اثر پڑتا ہے۔

اصلاح کا افضل طریقہ یہ ہے کہ جو کام دوسروں سے کرانا چاہتے ہو ان کو خود کرنے لگو۔

شروع عمر میں بچہ کی تربیت ونگرانی کی زیادہ ضرورت ہے

بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ ابتدائے (شروع) عمر میں بچوں کو سمجھ ہی کیا ہوتی ہے جو وہ اچھی یا بُری بات کا اثر لیں۔ بچپن میں ان کی تربیت کرنے والا (پڑھانے والا) خواہ کیسا اور کوئی بھی ہو۔ سمجھ آجانے کے بعد کسی نیک آدمی کے پاس ان کو رکھنے کی ضرورت ہونی چاہئیے۔

سو خوب سمجھ لیجئے کہ یہ خیال غلط ہے۔ بچپن میں جب کہ بچہ دودھ پیتا ہے اس وقت بھی اس کے دماغ میں اخذ کا مادہ ہوتا ہے (یعنی کسی بات کا اثر قبول کرنے کی صلاحیت ہوتی ہے)۔ گو وہ زبان سے کچھ نہ کہہ سکے اور اس کی مثال ایسی ہوتی ہے کہ جیسے فوٹو گرافر کی۔ تم جو کچھ کہتے ہو وہ سب اس میں جاکر محفوظ ومنقش ہوجاتا ہے۔ گو اس وقت آواز نہ نکلے لیکن جس وقت ان نقوش پر سوئی چلے گی وہ سب باتیں اس میں بعینہ نکلیں گی۔ یہی حال بچوں کے دماغ کا ہے کہ ابتدائے عمر میں بھی وہ سب باتوں کو اخذ کرکے محفوظ کرلیتا ہے گو اس وقت ان پر عمل نہ کرسکے یا زبان سے ظاہر نہ کرسکے۔ پھر جب اس میں بولنے اور عمل کرنے کی پوری قوت ہوجاتی ہے تو پہلی باتوں کے آثار اس سے ظاہر ہونے لگتے ہیں۔ (الکمال فی الدین للنساء ص ۶۴)

ایک عقل مند تجربہ کار کا قول

چار پانچ سال کی عمر میں بچے میں اچھی یا بُری عادتیں پختہ ہو جاتی ہیں۔

ایک تجربہ کار کا مقولہ ہے کہ بچوں کی اصلاح کا وقت پانچ سال تک ہے اس مدت میں جتنے اخلاق اس میں پختہ ہونے ہوتے ہیں پختہ ہو جاتے ہیں۔ اس کے بعد اس میں پھر کوئی عادت پختہ نہیں ہوتی۔

اس سے معلوم ہوا کہ ہم جس زمانہ کو ناسمجھی کا زمانہ خیال کرتے ہیں وہی وقت بچوں کی اصلاح کا ہے اور بچے اسی زمانہ میں سب کچھ اخذ کر لیتے ہیں۔ یعنی حاصل کر لیتے ہیں۔ (الکمال فی الدین للنسا)

سب سے بڑے بچے کی اصلاح و تربیت کی زیادہ ضرورت

ایک مسماۃ نے بیان کیا کہ بچوں کی اصلاح کا سہل طریقہ یہ ہے کہ سب سے پہلے بچے کی پورے طور پر تربیت کر دی جائے پھر سارے بچے اسی جیسے اٹھیں گے۔ جیسے کام کرتا ہوا اس کو دیکھیں گے اگلے بچے (یعنی اس کے چھوٹے بھائی بہن) بھی وہی کام کریں گے اور اسی کی عادتیں اور خصلتیں سیکھ لیں گے۔

(الکمال فی الدین للنسا، ملحقہ حقوق الزوجین ص ۶۴)

اولاد کو نیک بنانے کا تیسرا درجہ

تعلیم و تربیت اور اچھی عادتیں سکھانے کی ضرورت

تیسرا درجہ یہ ہے کہ جب بچہ بڑا ہو جائے تو اس کو تعلیم دین سکھاؤ اور خلاف شریعت کاموں سے بچاؤ اور نیک لوگوں کی صحبت میں رکھو۔ بُرے لوگوں کی صحبت سے بچاؤ۔ غرض جس طرح بزرگوں نے لکھا ہے اس طرح بچوں کی تعلیم کا اہتمام کرو۔ بعض عورتیں اس میں بہت کوتاہی کرتی ہیں اور بچوں کے اخلاق کی درستگی زیادہ تر عورتوں ہی کے اہتمام کرنے سے ہو سکتی ہے۔ کیونکہ بچے شروع میں زیادہ تر عورتوں ہی کے پاس رہتے ہیں۔ اولاد کے یہ حقوق صرف عورتوں ہی کے ذمہ نہیں بلکہ مردوں کے ذمہ بھی ہیں۔ (حقوق البیت ص ۵۶)۔

اکثر لوگ بچپن میں تربیت کا اہتمام نہیں کرتے۔ یوں کہہ دیتے ہیں کہ ابھی تو بچے ہیں۔ حالانکہ بچپن ہی کی عادت پختہ ہو جاتی ہے۔ جیسی عادت ڈالی جاتی ہے وہ آخیر تک رہتی ہے اور یہی وقت ہے اخلاق کی درستگی اور خیالات کی پختگی کا۔ بچپن کا علم ایسا پختہ رہتا ہے کہ کبھی نہیں نکلتا۔ الا ماشاء اللہ۔ چنانچہ بچہ شروع میں ماں باپ کی گود میں رہتا ہے اور انہیں ماں باپ سمجھتا ہے۔ بعد میں اگر کوئی شک ڈالے کہ یہ تمہارے ماں باپ نہیں ہیں خواہ کتنے ہی لوگ شک ڈالنے والے ہوں تو وہ کبھی شکی نہ ہوگا۔ یہ ہے بچپن کے خیالات کی پختگی۔

تربیت کا دستور العمل

بچوں کی تربیت کا طریقہ

۱۔ اللہ تعالیٰ جب کسی کو اولاد دے اور وہ سیانی ہونے لگے تو سب سے پہلے اس کو کلمہ توحید سکھلائے۔ پھر اس کو ضروری آداب سکھلائے۔

۲۔ جب سامنے آئے سلام کرے۔

۳۔ جھوٹ بولنے سے اس کو نفرت دلائے۔

۴۔ پردہ اور حیاء کی اس کو تعلیم (تاکید) کرے۔

۵۔ لڑکوں اور لڑکیوں کو ایک جگہ نہ کھیلنے دے۔ اگر نامحرم ہیں تو آئندہ کے مفاسد کی روک تھام ہے اور اگر وہ محرم ہیں تو لڑکیوں میں بے حیائی پیدا ہونے کا اور لڑکوں میں نقصان عقل کا احتمال ہے۔

۶۔ خود بھی بچوں کے سامنے کوئی نامناسب کام یا بے حیائی کا کام نہ کرے۔ گو بچہ اتنا چھوٹا ہو کہ بول بھی نہ سکتا ہو۔ کیونکہ اس فعل کا عکس اس کے دماغ میں نقش ہو جاتا ہے۔ پھر اس کا اثر بڑے ہو جانے کے بعد ظاہر ہوتا ہے۔

۷۔ ہنسی دل لگی کی عادت اس میں نہ پیدا ہونے دے، کیونکہ اس سے بے باکی پیدا ہوتی ہے۔

۸۔ اس کا اہتمام رکھیں کہ سیانے بچوں میں دوستی نہ پیدا ہونے پائے کیونکہ اس

سے مفاسد اور خرابیاں بے شمار ہوں گی اور ان کے باہم کھیلنے کی کوئی مصلحت ہو تو اس کھیل کے وقت خود حاضر رہیں بعد میں میل جول نہ ہونے دیں۔

۹۔ اس کی عادت ڈالے کہ وہ چھپ کر کوئی کام نہ کریں۔ چھپ کر بچہ وہی کام کرے گا جس کو بُرا سمجھے گا۔ تو گویا شروع ہی سے وہ بُرا کام کرنے کا عادی ہو جائے گا۔

۱۰۔ اس کی بھی عادت ڈالیں کہ سخن پروری (خواہ مخواہ کی طرفداری) کبھی نہ کرے۔ حق واضح ہو جانے کے بعد گو اپنے سے کم درجہ کا آدمی اس پر مطلع کرے لیکن فوراً اس کی بات مانے اور ہر بات میں اس کو تواضع و خاکساری کی عادت ڈالے۔ (اصلاح انقلاب ص ۲۰۴)۔

اس کی یہ عادت ڈالے کہ اگر اس سے غلطی ہو جائے تو اس کا اقرار کر لیا کرے اور اگر وہ غلطی متعدی ہو (یعنی کسی دوسرے سے اس کا تعلق ہو) تو صاحب حق سے معاف کروایا جائے۔ اس کی عادت ڈالنا بہت ضروری ہے۔ کیونکہ اس میں اس کے دین کی سلامتی اور دنیا کی راحت و عزت ہے اور اس میں پیچھے ہٹنا تکبر اور ہمیشہ کیلئے ذلت و نفرت کا سبب بنتا ہے۔ (اصلاح انقلاب ص ۲۰۴)

بچوں کی پرورش کرنے اور اچھی عادت سکھلانے

مہذب بنانے کا دستور العمل

بہشتی زیور کے چوتھے حصہ میں ''اولاد کی پرورش کا طریقہ'' اس کے ذیل میں کچھ ضروری دستور العمل ہے۔ دیکھنے سے اس مقام کا بعینہٖ مقام نقل کر دینا مناسب معلوم ہوا۔ گو اس میں باتوں کا تکرار بھی ہے۔ مگر ان کی اہمیت کے پیش نظر تکرار کو گوارا کر کے اس میں تصرف گوارہ نہیں کیا گیا۔ (اصلاح انقلاب ص ۲۰۶)

اور وہ یہ ہے۔

جاننا چاہیئے کہ یہ امر بہت ہی خیال رکھنے کے قابل ہے۔ کیونکہ بچپن میں جو عادت بھلی یا بُری پختہ ہو جاتی ہے۔ وہ عمر بھر نہیں جاتی۔ اس لئے بچپن سے جوان ہونے تک ان باتوں کا ترتیب وار ذکر کیا جاتا ہے۔

۱۔ نیک بخت دیندار عورت کا دودھ پلائیں۔ دودھ کا بڑا اثر ہوتا ہے۔

۲۔ عورتوں کی عادت ہے کہ بچوں کو کہیں سپاہی سے ڈراتی ہیں۔ کہیں اور ڈراؤنی چیزوں سے یہ بُری بات ہے۔ اس سے بچے کا دل بے حد کمزور ہو جاتا ہے۔

۳۔ اس کے دودھ پلانے کیلئے اور کھلانے کیلئے وقت مقرر رکھو، تاکہ وہ تندرست رہے۔

۴۔ اس کو صاف ستھرا رکھو، کیونکہ اس سے تندرستی رہتی ہے۔

۵۔ اس کا بہت زیادہ بناؤ سنگھار نہ کرو۔

۶۔ اگر لڑکا ہو تو اس کے سر پر بال مت بڑھاؤ۔

۷۔ اگر لڑکی ہے تو اس کو جب تک پردہ میں بیٹھنے کے لائق نہ ہو جائے زیور مت

پہناؤ۔ اس سے ایک تو ان کی جان کا خطرہ ہے اور دوسرا بچپن ہی سے زیور کا شوق دل میں پیدا ہونا اچھا نہیں۔

۸۔ بچوں کے ہاتھ سے غریبوں کو کھانا، کپڑا، پیسے اور ایسی چیزیں دلوایا کرو۔ اسی طرح کھانے پینے کی چیزیں ان کے بھائی بہنوں کو یا اور بچوں کو تقسیم کرایا کرو تاکہ ان کو سخاوت کی عادت ہو۔ مگر یہ یاد رکھو کہ تم اپنی چیزیں ان کے ہاتھ سے دلوایا کرو۔ خود جو چیزیں انہی کی ہو (یعنی جس کے وہ مالک ہوں) اس کا دلوانا کسی کو درست نہیں۔

۹۔ زیادہ کھانے والوں کی بُرائی اس کے سامنے کیا کرو۔ مگر کسی کا نام لے کر نہیں بلکہ اس طرح کہ جو کوئی بہت کھاتا ہے۔ لوگ اس کو حبشی کہتے ہیں، اس کو بیل سمجھتے ہیں۔

۱۰۔ اگر لڑکا ہو تو سفید کپڑے کی رغبت اس کے دل میں پیدا کرو اور رنگین اور تکلف کے لباس سے اس کو نفرت دلاؤ کہ ایسے کپڑے لڑکیاں پہنتی ہیں۔ تم ماشاءاللہ مرد ہو۔ ہمیشہ اس کے سامنے ایسی باتیں کیا کرو۔

۱۱۔ اگر لڑکی ہو جب بھی زیادہ مانگ چوٹی اور بہت تکلف کے کپڑوں کی عادت اس کو مت ڈالو۔

۱۲۔ اس کی سب ضدیں پوری مت کرو، کیونکہ اس سے مزاج بگڑ جاتا ہے۔

۱۳۔ چلا کر بولنے سے روکو۔ خاص کر اگر لڑکی ہو تو چلانے پر خوب ڈانٹو۔ ورنہ بڑی

ہو کروہی عادت ہوجائے گی۔

۱۴۔ جن بچوں کی عادتیں خراب ہیں یا پڑھنے لکھنے سے بھاگتے ہیں یا تکلف کے کپڑے یا کھانے کے عادی ہیں۔ان کے پاس بیٹھنے سے اوران کے پاس کھیلنے سے ان کو بچاؤ۔

۱۵۔ ان باتوں سے ان کو نفرت دلاتی رہو غصہ، جھوٹ بولنا، کسی کو دیکھ کر جلنا یا حرص کرنا، چوری، چغلی، اپنی بات کی پچ کرنا (منوانا) زیادہ ہنسنا، دھوکہ دینا، بھلی بُری بات نہ سوچنا اور جب ان باتوں میں سے کوئی بات ہوجائے فوراً اس پر تنبیہ کرو۔

۱۶۔ اگر کوئی چیز توڑ پھوڑ دے یا کسی کو مار بیٹھے تو مناسب سزا دو تا کہ پھر ایسا نہ کرے۔ایسی باتوں میں لاڈ پیار بچوں کو کھودیتا ہے۔

۱۷۔ بہت جلدی مت سونے دو۔

۱۸۔ جلدی جاگنے کی عادت ڈالو۔

۱۹۔ جب سات برس کی عمر ہوجائے نماز کی عادت ڈالو۔

۲۰۔ جب مکتب میں جانے کے قابل ہوجائے پہلے قرآن پڑھواؤ۔

۲۱۔ مکتب جانے میں کبھی رعایت نہ کرو۔

۲۲۔ جہاں تک ہوسکے دیندار استاد سے پڑھواؤ۔

۲۳۔ کسی کسی وقت ان کو نیک لوگوں کی حکایتیں (قصے) سنایا کرو۔

۲۴۔ ان کو ایسی کتابیں مت دو جن میں عاشقی معشوقی کی باتیں یا شریعت کے خلاف مضمون یا اور بے ہودہ قصے یا غزلیں وغیرہ ہوں۔

۲۵۔ ایسی کتابیں پڑھواؤ جس میں دین کی باتیں اور دنیا کی ضروری کارروائی آجائے۔

۲۶۔ مکتب سے آنے کے بعد کسی قدر دل بہلانے کیلئے اس کو کھیلنے کی اجازت دو، تا کہ اس کی طبیعت اکتا نہ جائے۔لیکن کھیل ایسا ہو جس میں کوئی گناہ نہ ہو۔ جھوٹ بولنے کا اندیشہ نہ ہو۔

۲۷۔ آتش بازی یا باجہ یا فضول چیزیں مول لینے کیلئے پیسہ مت دو۔

۲۸۔ کھیل تماشہ دکھلانے کی عادت مت ڈالو۔

۲۹۔ اولاد کو ضرور کوئی ایسا ہنر سکھلا دو جس سے ضرورت اور مصیبت کے وقت چار پیسہ حاصل کر کے اپنا اور بچوں کا گزارہ کر سکے۔

۳۰۔ لڑکیوں کا اتنا لکھنا سکھلا دو کہ ضروری خط اور گھر کا حساب کتاب لکھ سکیں۔

۳۱۔ بچوں کو عادت ڈالو کہ اپنا کام اپنے ہاتھ سے کیا کریں۔اپاہج اور سست نہ ہو جائیں۔ان سے کہو کہ رات کا بچھونا اپنے ہاتھ سے بچھائیں۔صبح کو جلدی اٹھ کر تہ کر کے احتیاط سے رکھ دیں۔کپڑوں کی گٹھری اپنے انتظام میں رکھیں۔ پھٹا ہوا خود سی لیا کریں۔کپڑے خواہ میلے ہوں یا صاف ایسی جگہ رکھیں جہاں کیڑے، چوہے کا اندیشہ نہ ہو دھوبن کو خود گن کر دیں اور لکھ لیں اور گن کر لیں

۳۲۔ لڑکیوں کو تاکید کرو کہ جو زیور تمہارے بدن پر ہے رات کو سونے سے پہلے اور صبح جب اٹھو تو دیکھ بھال کیا کرو۔

۳۳۔ لڑکیوں سے کہو کہ جو کام کھانے پکانے، سینے پرونے، کپڑے رنگنے، کوئی چیز بننے کا گھر میں ہوا کرے اس کو غور سے دیکھا کرو کہ کیسے ہو رہا ہے۔

۳۴۔ جب بچے سے کوئی بات خوبی کی ظاہر ہو اس پر خوب شاباسی دو، پیار کرو بلکہ اس کو کچھ انعام دو تاکہ اس کا دل بڑھے۔ اور جب اس کی بُری بات دیکھو تو تنہائی میں اس کو سمجھاؤ کہ دیکھو بُری بات ہے۔ دیکھنے والے دل میں کیا کہتے ہوں گے اور جس جس کو معلوم ہوگا وہ کیا کہے گا۔ خبردار پھر آئندہ مت کرنا۔ اچھے لڑکے ایسا نہیں کیا کرتے اور اگر پھر وہی کرے تو مناسب سزا دو۔

۳۵۔ ماں کو چاہیئے کہ بچہ کو باپ سے ڈراتی رہے۔

۳۶۔ بچے کو کوئی کام چھپا کر مت کرنے دو۔ کھیل ہو یا کھانا یا اور کوئی کام ہو جو کام چھپا کر کرے گا۔ سمجھ جاؤ کہ وہ اس کو بُرا سمجھتا ہے، سو اگر وہ بُرا ہے تو اس کو چھڑاؤ اور اگر اچھا ہے جیسے کھانا پینا تو اس سے کہو کہ سب کے سامنے کھائے پیئے۔

۳۷۔ کوئی کام محنت کا اس کے ذمہ مقرر کرو۔ جس سے صحت اور ہمت رہے۔ سستی نہ آنے پائے۔ مثلاً لڑکوں کیلئے ڈنڈ کرنا (ہلکی ورزش کرنا) ایک آدھ میل چلنا (یا دوڑنا) اور لڑکیوں کیلئے چکی یا چرخہ ضروری ہے۔

۳۸۔ چلنے میں تاکید کرو کہ بہت جلدی نہ چلے نگاہ اوپر اٹھا کر نہ چلے۔

۳۹۔ اس کو عاجزی وانکساری اختیار کرنے کی عادت ڈالو۔ زبان سے چال سے، برتاؤ سے، شیخی نہ بگھارنے پائے۔ یہاں تک کہ اپنے ہم عمر بچوں میں بیٹھ کر اپنے کپڑے یا مکان یا خاندان یا کتاب وقلم ودوات تختی تک کی تعریف نہ کرنے پائے۔

۴۰۔ کبھی کبھی اس کو دو چار پیسہ دے دیا کرو تاکہ اپنی مرضی کے موافق خرچ کیا کرے۔ مگر اس کی یہ عادت ڈالو کہ کوئی چیز تم سے چھپا کر نہ خریدے۔

۴۱۔ اس کو کھانے کا طریقہ اور محفل میں اٹھنے بیٹھنے کا طریقہ سکھلاؤ۔ امید ہے کہ اہل وعیال کی تعلیم وتربیت کے متعلق یہ مضمون کافی ہو جائے گا۔

(اصلاح انقلاب ص ۲۰۶ ص ۲۰۹ بہشتی زیور)

متفرق ضروری ہدایات

☆ بچوں کو محنت کی عادت ضرور ڈالیں بلکہ بقدر ضرورت لڑکوں کو ڈنڈ (ہلکی ورزش) اور لڑکیوں کو چکی اور چرخہ پھیرنے کی عادت ڈالیں۔

☆ ختنہ جتنی چھوٹی عمر میں ہو جائے بہتر ہے۔ تکلیف کم ہوتی ہے اور زخم جلدی بھر جاتا ہے۔

☆ ماں باپ خود بھی خیال رکھیں اور جو مرد یا عورت بچے پر نگراں مقرر ہو وہ بھی خیال رکھے کہ بچہ ہر وقت صاف ستھرا رہے۔ جب ہاتھ منہ میلا ہو جائے فوراً دھلا دے۔

☆ بچے کو منجن مسواک کی عادت ڈالیں۔ (بہشتی زیور)

☆ پڑھنے والے بچوں کو کوئی چیز دماغ کی طاقت کی ہمیشہ کھلاتی رہو۔

☆ چھوٹے بچوں کو کنویں پر مت چڑھنے دو بلکہ اگر گھر میں کنواں ہو تو اس پر تختہ ڈلوا کر ہر وقت تالا لگائے رکھو اور ان کو لوٹا دے کر پانی لانے کے واسطے کبھی مت بھیجو۔ شاید وہاں جا کر خود ہی کنویں سے ڈول کھینچنے لگیں۔

☆ بچوں کو ہنسی میں مت اچھالو اور کسی کھڑکی وغیرہ سے مت لٹکاؤ کہیں ایسا نہ ہو کہ ہاتھ سے چھوٹ جائے۔ اسی طرح ان کے پیچھے ہنسی میں مت دوڑو۔ شاید گر پڑیں اور چوٹ لگ جائے۔ (بہشتی زیور)

چند ضروری اور اہم ہدایات

☆ اچھے کھانے پینے کی عادت مت ڈالو۔ ہمیشہ ایک سا وقت نہیں رہتا۔ پھر کسی وقت بہت مصیبت جھیلنی پڑتی ہے۔

☆ اگر تمہارا بچہ کسی کا قصور غلطی سے کرے تو تم کبھی اپنے بچے کی طرفداری مت کرو۔ خاص طور پر بچے کے سامنے ایسا کرنا بچے کی عادت خراب کرنا ہے۔

☆ اپنے گھر والوں کی یا اپنی اولاد کی کسی کے سامنے تعریف مت کرو۔

☆ کسی بچے یا شاگرد کو سزا دینا ہو تو موٹی لکڑی یا لات گھوسہ سے مت مارو۔ اللہ بچائے اگر کہیں نازک چوٹ لگ جائے تو لینے کے دینے پڑ جائیں اور چہرہ اور سر پر بھی مت مارو۔

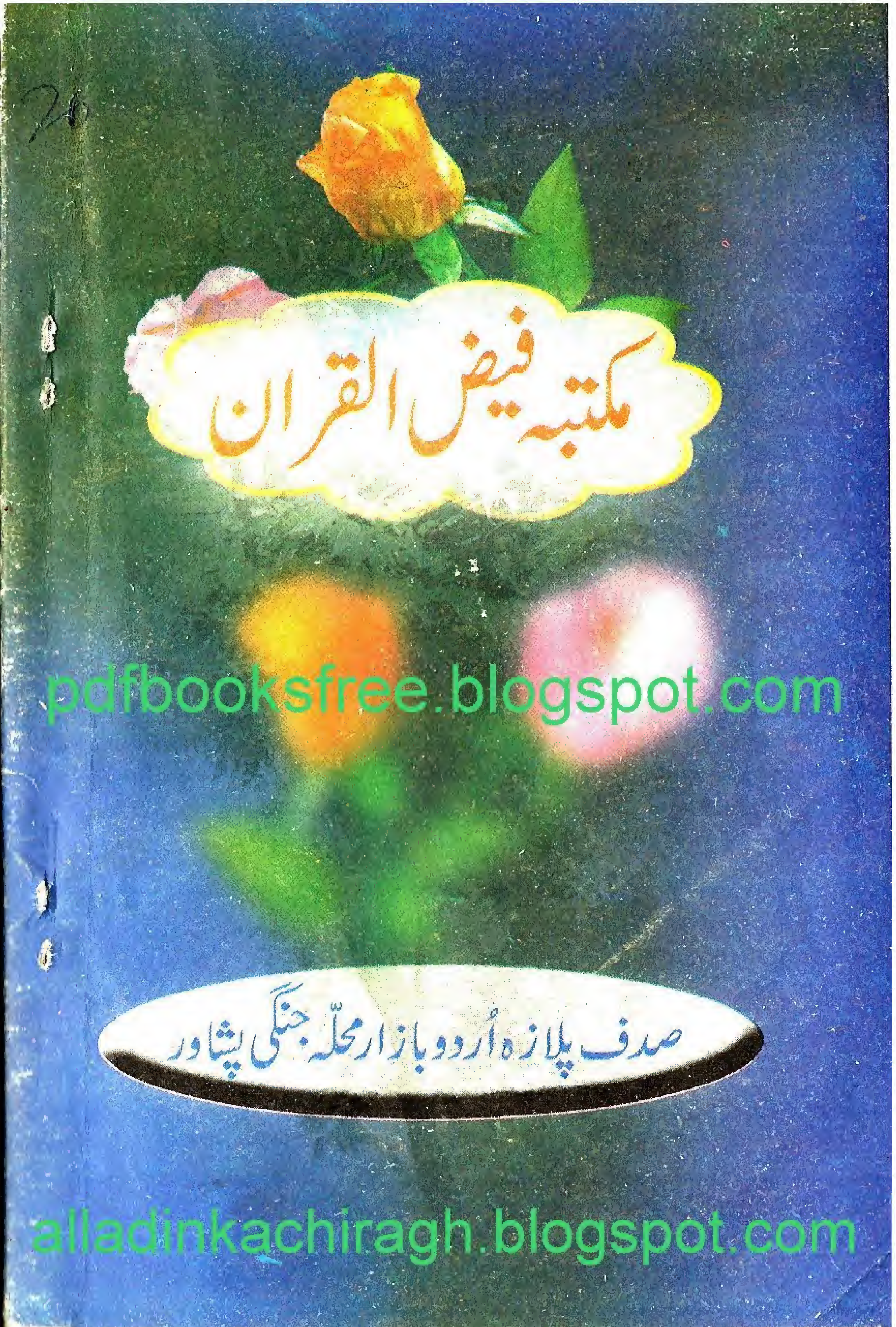
☆ لڑکیوں کو تاکید رکھو کہ لڑکوں میں نہ کھیلا کریں کیونکہ اس میں دونوں کی عادتیں بگڑتی ہیں اور جو غیر لڑکے گھر میں آئیں چاہے وہ چھوٹے ہی ہوں، فوراً اس وقت لڑکیاں وہاں سے ہٹ جایا کریں۔ (بہشتی زیور)

بچوں کو ماں باپ کا نام و پتہ ضرور یاد کرانا چاہئیے

بچوں کو ماں باپ بلکہ دادا کا نام بھی یاد کرادو اور کبھی کبھی پوچھتے رہا کرو تاکہ اس کو یاد رہے۔ اس میں یہ فائدہ ہے کہ اگر خدانخواستہ بچہ کھو جائے اور کوئی اس سے پوچھے کہ تو کس کا ہے؟ تیرے ماں باپ کون ہیں؟ تو اگر بچے کو نام یاد ہوں گے تو

بتلا دے گا۔ پھر کوئی نہ کوئی تمہارے پاس اس کو پہنچا دے گا اور اگر یاد نہ ہو تو پوچھنے پر اتنا ہی کہے گا کہ میں اماں کا ہوں۔ ابا کا ہوں یہ خبر نہیں کہ کون اماں اور کون ابا؟

(بہشتی زیور)


مکتبہ فیض القرآن
صدف پلازہ اُردو بازار محلّہ جنگی پشاور